رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

انہ اوی القریہ

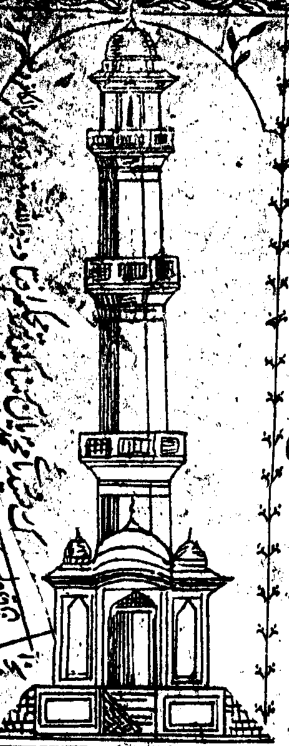
الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی ✿ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۵ (۲) خواص و معاونین سے عہ (۳) ہندوستان سے باہر ۶ (۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے (عما)



فہرست مضامین

نمبر ۲۰ | قادیان دار الامان مورخہ ۱۰ جون ۱۹۰۶ء مطابق ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۴ھ | جلد ۱۰

تازہ الہامات و رؤیاء

۱۴ مئی ۱۹۰۶ء کو فرمایا - چند روز ہوئے میں نے دیکھا تھا رؤیاء - بہت سے زنبور ہیں اور میں ان کو کپڑے میں پکڑ کر مار رہا ہوں -

۴ - جون ۱۹۰۶ء - رؤیاء دیکھا کہ میں ایک جگہ ہون اور وہاں ایک چادر ایک اونچی جگہ پر رکھی ہوئی ہے اتنے میں ایک چڑا آیا اور اس چادر پہ بیٹھ گیا تب میں نے اسکو پکڑ لیا اور کہا کہ جس طرح بنی اسرائیل کے واسطے آسمان سے پرندا وترتے تھے اسی طرح ہمارے واسطے ہیں !

۵ - جون ۱۹۰۶ء - الہام - (۱) مَا اَرْسِلَ نَبِیٌّ اِلَّا اَخْزٰی بِہٖ اللّٰہُ قَوْمًا لَا یُؤْمِنُوْنَ ۔

ترجمہ - کوئی نبی نہیں بھیجا گیا مگر خدا نے اسکی وجہ سے ایک قوم کو رسوا کیا جو ایمان نہیں لاتے تھے -

۲ - یُلْقِی الرُّوْحَ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ

ترجمہ - خدا اپنے بندون میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کی روح اس پر ڈالتا ہے -

۳ - الہام - خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا -

۷ - جون ۱۹۰۶ء - بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم کا ایک لڑکا پیدا ہوگا - جسکے دو نام ہونگے -

(۱) **بشیر الدولہ**

(۲) **عالم کباب**

یہہ ہر دو نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے اور انکی تعبیر اور تفہیم یہ ہے -

(۱) بشیر الدولہ سے یہ مراد ہے کہ وہ ہماری دولت اور اقبال کے لئے بشارت دینے والا ہوگا - اسکے پیدا ہونے کے بعد یا اوسکی ہوش سنبھالنے کے بعد زلزلہ عظیمہ کی پیشگوئی اور دوسری پیشگوئیاں ظہور میں آئیں گی - اور گروہ کثیر مخلوقات کا ہماری طرف رجوع کرے گا - اور عظیم الشان فتح ظہور میں آئے گی -

(۲) عالم کباب سے یہہ مراد ہے کہ اوس کے پیدا ہونیکے بعد چند ماہ تک یا جب تک کہ وہ اپنی بُرائی بھلائی شناخت کرے دنیا پر ایک سخت تباہی آئیگی - گویا دنیا کا خاتمہ ہو جائیگا - اسوجہ سے اس لڑکے کا نام عالم کباب رکھا گیا - غرض وہ لڑکا اس لحاظ سے کہ ہماری دولت اور اقبال کی ترقی کے لئے ایک نشان ہوگا بشیر الدولہ کہلائیگا - اور اس لحاظ سے کہ مخالفوں کے لئے قیامت کا نمونہ ہوگا - عالم کباب کے نام سے موسوم ہوگا -

خدا تعالیٰ کے الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دنیا کے سرکش لوگوں کے لئے کچھ اور مہلت منظور ہے تب بالفعل میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں لڑکا نہیں بلکہ لڑکی پیدا ہوگی اور لڑکا بعد میں ہوگا - مگر ضرور ہوگا کیونکہ وہ خدا کا نشان ہے - اور اگر دنیا پر جلد عذاب کا وقت آپہنچا ہے یعنی عذاب عظیم کا وقت تب ابھی لڑکا پیدا ہوگا جسکا نام بشیر الدولہ اور عالم کباب ہوگا - اور وہ دنیا کے لئے نیکون کے لئے اور نیز بدون کے لئے خدا کا نشان ہوگا - یہ اسی قسم کا نشان ہے جیسا کہ عزریا نبی نے خزقیاہ بادشاہ کیلئے فرمایا تھا - اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عنقریب دو نشان ظاہر ہونگے - پس اگر دو نشان ظاہر ہونے والے جو عنقریب ہیں وہ اور ہیں تو اس صورت میں بھی ابکی دفعہ ان کے گھر میں لڑکی پیدا ہوگی نہیں تو ابکی دفعہ ہی لڑکا پیدا ہوگا - اور وہ خدا کا نشان ہوگا - اور اوس کے ساتھ ایک دوسرا نشان ظاہر ہوگا - اور وہ لڑکا نیکون کیلئے اور اس سلسلہ کیلئے ایک سعد ستارہ کیطرح مگر بدون کیلئے اسکے برخلاف ہوگا -

اسی تاریخ کے اور الہام یہ ہیں ....

(۱) رَبِّ اَرِنِیْ اَنْوَارَکَ الْکُلِّیَّۃ

ترجمہ - اے میرے رب مجھے اپنے تمام انوار دکھا -

(۲) اِنِّیْ اَنَرْتُکَ وَاخْتَرْتُکَ

ترجمہ - مینے تجھے روشن کیا اور تجھے برگزیدہ کیا -

(۳) وَاِنَّہٗ نَازِلٌ مِّنَ السَّمَآءِ مَا یُرْضِیْکَ

ترجمہ - اور آسمان سے ایک ایسا امر اترنے والا ہے جو تجھے خوش کر دیگا - (۴) دو نشان ظاہر ہونگے -

(۵) اللہ تعالیٰ اوسکو سلامت کہنا نہیں چاہتا - یعنی کسی طرف اشارہ ہے

(۶) انا اخذناہ بعذاب الیم - ہم دردناک عذاب کے ساتھ اوسکو پکڑینگے (۷) خدا تمہیں سلامت رکھے -

(۸) ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء

ترجمہ - وہ لوگ تیری مدد کرینگے جنکو ہم آسمان سے وحی کرینگے

(۹) یاتون من کل فج عمیق - یاتیک من کل فج عمیق

ترجمہ - ہر ایک دور کی راہ سے آئینگے - ہر ایک دور کی راہ سے تیرے پاس تحائف لائیں گے -

(۱۰) سلام علیکم طبتم - تم پر سلام تم پاک ہو -

(۱۱) ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس

اور جو لوگ تیرے پاس آئیں گے تجھے چاہئے کہ ان سے بد خلقی نکرے اور انکی کثرت کو دیکھکر تھک نجائے +

مراسلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخویم شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی ایڈیٹر اخبار الحکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مندرجہ ذیل نظم بجواب پیشگوئی زلزلہ حضرت اقدس علیہ السلام عبد العزیز خان عزیز شاگرد داغ دہلوی مرحوم نے پیسہ اخبار مورخہ ۲۶- مئی ۱۹۰۶ء ہفتہ وارین بصفحہ ۷ طبع کرائی ہے اوس کا جواب الجواب راقم نے لکھا ہے براہ مہربانی اپنی اخبار گوہربار میں درج فرماکر نیازمند کو مرہون منت فرما دیں۔ نظم مکذب پہلے نقل کرکے بعد میں نظم مصدق تحریر کرتا ہوں۔

نظم مکذب در تردید پیشگوئی زلزلہ

ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنے کے دن | زلزلہ کیسا کہاں کے کوچ کرجانے کے دن

نظم مصدق بجواب مکذب زلزلہ

اے توانا جلد دکھلا زلزلہ آنے کے دن | اور مکذب زلزلہ کے کوچ کرجانے کے دن
اے مکذب کس بنا پر تو نے یہہ مصرع کہا ؟ | ہے غلط آتے نہیں ہیں زلزلہ آنے کے دن

مکذب

خیر امت جبکہ حق نے کہدیا قرآن میں | کچھ نہیں اے امت مرحوم گھبرانے کے دن

مصدق

کہتا ہے قہر خدا سے ہو کے کیوں بیباک تو | کچھ نہیں اے امت مرحوم گھبرانے کے دن
اے مکذب ہے لکھا قرآن میں یہہ جا بجا | ہر گھڑی نزدیک ہیں میرے عذاب آنے کے دن
خیر امت کے عجب آثار ہیں ظاہر ہوئے | جسنے پائے ہیں فقط دجال کہلانے کے دن
امت موسیٰ سے جب آئیں مسیح ناصری | خیر امت کے لئے ہیں سخت غم کھانیکے دن

مکذب

کب غضب بھڑکا ہے یارو! یوں خدائے پاک کا | ابر رحمت فرق امت پر ہیں اب چھانیکے دن
مدعی جھوٹے نبوت کے بہت پیدا ہوئے | آگئے بے شبہ اب لوگوں کے بہکانیکے دن

مصدق

اک طرف کہتا ترا مرحوم امت غم نہ کہا | ابر رحمت فرق امت پر ہیں اب چھانیکے دن
دوسری جانب خلاف اس قول کے لکھتا ہے کیوں | آگئے بے شبہ اب لوگوں کے بہکانے کے دن
ابر رحمت فرق امت پر ہے جب چھایا ہوا | پھر کہاں سے آگئے امت کے بہکانیکے دن
ہے غضب بھڑکا خدا کا دیکھ لے چاروں طرف | جا بجا موجود ہیں یہہ آگ برسانے کے دن
دیکھ سبحان الذی پارہ میں ہے وعدہ ہوا | آئیں گے ہر ایک بستی پر سزا پانے کے دن
اور اسی پارہ کے ہے دویم رکوع میں یہہ لکھا | ہے عذاب آثار رسولوں سے مکر جانیکے دن
زلزلہ آتش فشانی ۔ سیل اور طاعون کا | ہوگئے باعث غلام احمدؐ کے جھٹلانیکے دن

مکذب

عیسیٰ مریم کے آنے کو ہے اک مدت دراز | اور ابھی ہیں بہت دجال کے آنے کے دن
آسمان سے حضرت عیسیٰ کو ہی اب بھیجدے | دیکھیں ہم دجال کے نابود ہوجانے کے دن

مصدق

اک جگہ لکھتا ہے مدت بعد عیسیٰ آئیں گے | اور ابھی آئے نہیں دجال کے آنے کے دن
پھر وہیں لکھتا ہے یارب بھیجدے عیسیٰ ابھی | دیکھ لیں دجال کے نابود ہوجانے کے دن
جبکہ ہے دجال کے آنے میں اک مدت دراز | قبل اوسکے کیسے پھر عیسیٰ کے ہوں آنے کے دن

مکذب

حضرت مہدی کو پیدا کردے اے خالق مرے | مصطفائی دین کے دکھلادے پھیلانیکے دن
نص اکملت لکم سے ختم نعمت ہوگئی | دین کامل ہوگیا اب کیسے پھیلانے کے دن

مصدق

اک طرف کہتا ہے پیدا جلد مہدی ہو کہیں | مصطفےٰ کے دین کے تا دیکھیں پھیلانیکے دن
دوسری جانب خلاف اس کے یہہ داغی کیا لکھا | دین کامل ہوگیا اب کیسے پھیلانے کے دن
جبکہ اکملت لکم سے دین کامل ہو چکا | پھر بھلا کس دین کے دیکھیگا پھیلانے کے دن

مکذب

زلزلہ آنا قدیمی بات ہے حادثہ نہیں | کچھ نہیں مخلوق کو ہیں اس سے غم کھانیکے دن

مصدق

زلزلہ بیشک قدیمی سنت اللہ ہے عزیز | یہہ نہیں ہیں سنت اللہ کے بدل جانیکے دن
کافروں کا قتل کرنا ہی قدیمی بات ہے | کیوں عذاب اس کو کہا تہا قتل ہوجانیکے دن
دیکھ لے تو سورۂ توبہ کو نادان کھول کر | قتل انہوں سے کیا اون کو عذاب آنیکے دن
زلزلہ کو ہے خدا قرآن میں کہتا عذاب | اے مکذب کیوں نہوں پھر اس سے غم کھانیکے دن

مکذب

عیسیٰ مریم سوا جو غیر کو عیسیٰ کہیں | عنقریب آتے ہیں اون کے سخت پچھتانیکے دن
وہ گھڑی آئی نہیں مخلوق جو عیسیٰ کہے | اور بڑھتے جاتے ہیں دجال کہلانے کے دن

مصدق

عیسیٰ ابن مریم نہیں ہے ایک۔ سن اے بے خبر | کردیا ظاہر نبی نے حلیہ بتلانے کے دن
اک محمدؐ کا مسیح ہے دوسرا ہے موسوی | فرق بیّن ہوچکا معراج کو جانیکے دن
ایک کا ہے رنگ سرخ اور دوسرے کا گندمی | ہے لکھا اسکو بخاری نے لکھے جانے کے دن
ایک کے ہیں موئے پیچیدہ دگر کے ہیں دراز | اے سمجھ کمبخت ہیں تیرے سمجھ جانیکے دن
سب سے عیسیٰ کہلوانے کی گھڑی نزدیک ہے | دیکھ اب آتے ہیں اوس کے صدق کھل جانیکے دن
کس زبان سے تو نے اے بدبخت ازلی یہ کہا | اور بڑھتے جاتے ہیں دجال کہلانے کے دن
ایک ظالم نے تو احمدؐ کو کہا دجال تہا | چکھ گیا جس کا مزا وہ اپنے مرجانیکے دن
اب غلام احمدؐ کو تو دجال کہتا ہے شقی | آگئے تیرے عذاب النار کے پانیکے دن

مکذب

مصحف اقدس میں ہے فوت حضرت عیسیٰ نہیں | ماسوا اون کے ہیں اون کے زندگی پانیکے دن
چل چکے جھوٹے ہوائی مکر کے بے انتہا | گلشن دین نبی کے اب ہیں لہرانیکے دن

مصدق

ہے لکھی قرآن میں کس جا حیات عیسوی | اون کی تو ظاہر کیئے اوسکے گذرجانیکے دن
یہہ کہانی ہے پرانی کوئی اب سنتا نہیں | ہوگئی ظاہر وفات اور اوسکے دفنانے کے دن
اعتقاد زندگیٔ ابن مریمؑ سے ضرور | گلشن دین نصاریٰ کے ہیں لہرانیکے دن
ابن مریم آسمان پر اور محمدؐ خاک میں | اس عقیدہ نے دکھائے دین کے مرجھانیکے دن

مکذب

مصطفےٰ کے بعد جسنے دوسرا ڈھونڈا نبی | آگئے اوس کیلئے اب ٹھوکریں کھانیکے دن

مصدق

کیا نبی ناصری آئینگے بعد مصطفےٰ ؟ | ہیں یہ ختم الانبیا سے تیرے پھرجانیکے دن
مصطفےٰ کے بعد جو ڈھونڈے نبی ناصری | آگئے اوس کے لئے اب ٹھوکریں کھانیکے دن

مکذب

مدعی ہوکر نبوت کا جو کھنچوائی شبیہ | آگئے اوس کے عذاب النار کے پانیکے دن

مصدق

کیا خبر تجھ کو شبیہ سے تہی غرض کیا اے سفیہ | آیا تہا حکم خدا تمثیل بنوانے کے دن
بے سروپا شعر تیرے اور دعوے بیدلیل | ہیں ندامت میں ترے یہ ڈوب مرجانیکے دن

مکذب

التجا ہے داور محشر سے یہ میری عزیز | ابر رحمت سر پہ ہو اوس آگ برسانے کے دن

مصدق

واہ کیا کہتا ہے داغ دہلوی کے ناخلف | خوب جھٹلائے ہیں تو نے زلزلہ آنیکے دن
ہے دعا قاسم علی کی قادر غیور سے | جلد دکھلادے مکذب کے سزا پانیکے دن

رقیمہ نیاز عاجز قاسم علی احمدی سکرٹری انجمن احمدیہ دہلی تراہا بیرم خان پرانی منڈی تا پھول کی - ۲۸ مئی ۱۹۰۶ء

ایک شریف لڑکی کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے مکرم محترم محسن جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم سلمہٗ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ذیل کی چند سطریں ارسال خدمت کرتی ہوں اگر اخبار فرحت آثار کے کسی گوشہ میں جگہ مل جاوے۔ مجھکو الحکم کی تعریف لکھنے کی تو طاقت نہیں ہاں اتنا ہی عرض کرنا کافی سمجھتی ہوں کہ الحکم میں اسکے کلمات شائع ہوتے ہیں جسکی خدا ہی تعریف کر رہا ہے۔ میں اس خداوند کریم کا کہاں تک شکریہ ادا کروں جسنے مجھکو اور میرے والدین کو امام الزمان کی پہچان بخشی میرے مکرم مجھے بہت سی اُردو اخبارات کے دیکھنے کا موقع ملا ہے اسواسطے کہ میں ملک مولا بخش جیسے روشن دماغ احمدی کی بیٹی ہوں جسنے ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہکر مجھے دین اسلام کا رستہ دکھایا ہے جسنے سب اخباروں کی چھان بین کرکے وکیل اور الحکم پسند کیا یہ دونوں اخبارات ایک ہی وقت میرے پاس پہنچتے ہیں اور جب یہ دونوں میرے سامنے میز پر پڑے ہوتے ہیں تو اسوقت میرے دل کی عجیب ہی کیفیت ہوتی ہے۔ کیونکہ وکیل تو یہ کہہ رہا ہے کہ اسلام نیم مردہ ہے ہر طرف سے اسپر حملے کئے جا رہے ہیں اور سخت مصیبتوں میں مبتلا ہے اور یہ جہاز ڈوبا چاہتا ہے کسی ناخدا کی ضرورت ہے یہ مریض جان بلب ہے کسی حکیم کی ضرورت ہے اور پکار پکار کر مہدی اور عیسیٰ کی ضرورت بتا رہا ہے۔ علی گڈھ میں بھی مذہبی تعلیم خاطر خواہ نہیں ہوتی۔ انجمن حمایت اسلام کی حالت بھی تسلی بخش نہیں۔ ندوۃ العلماء کی کتابوں میں ہزارہا نقائص بھرے پڑے ہیں۔ غرض بڑے جوش اور تپاک کے ساتھ آنے والے مہدی کا منتظر ہے اور مان چکا ہے کہ نزول مہدی کا یہی زمانہ ہے۔

ادھر الحکم کو اُٹھا کر دیکھئے تو وہ یوں مخاطب ہوتا ہے کہ آؤ میں تمہارے دلوں کو جو بسبب نہ ملنے صراط مستقیم کے سخت بے اطمینان ہو رہے ہیں تسلی دوں اُس رب العالمین نے اسلام کی نیم مردہ حالت کو دیکھ لیا اور اس کے جلانے کو اپنا برگزیدہ بندہ بھیج دیا مگر حسد کی آگ کے دھوئیں سے تم اندھے ہو رہے ہو دیکھ نہیں سکتے۔ اسلام کو سب حملوں سے بچانے والا دربزرو دقا جواب دینے والا اور مصیبتوں سے چھڑانے والا اس ڈوبتے ہوئے جہاز کا ناخدا اس جان بلب مریض بکار روحانی طبیب مہدی مسعود مسیح موعود جسکا تیرہ سو برس سے انتظار کیا جا رہا تھا میرا آقا مرزا غلام احمد صاحب قادیان میں موجود ہے آؤ ہٹ دھرمی کرنے کی پٹی آنکھوں سے کھولکر دیکھو آیا ہوا ہے یا نہیں مگر تمہارے دل سیاہ ہو گئے ہیں تم نیک بد میں تمیز نہیں کر سکتے خدا سے دعا مانگو کہ خدا تمہیں نیک راہ لاوے۔ انجمن حمایت اسلام وغیرہ یہ ایک قالب بے روح کی طرح کام کر رہے ہیں آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ بے روح جسم کہاں تک کام آوے گا ضرور ایک نہ ایک دن خراب ہو جائیگا اور لوگ اسکی متعفن ہوا سے بھاگینگے۔ اب رہا علیگڈھ اگر اسمیں یونیورسٹی قایم ہو جاوے تو کیا اس سے قوم کا روحانی علاج ہو جاویگا۔ یا اس سے بہت لامذہب بی۔ اے۔ ایم۔ اے نکل آئے اور جنہوں نے آتے ہی مذہبی پابندی کو پس پشت ڈالدیا ان سے اس مریض کا علاج ہوگا نہیں ہم لوگوں کو روحانی طبیب کی ضرورت ہے اور جو خدا نے اپنے فضل سے بھیجا ہوا ہے وہی معالج ہوگا۔ اسوقت میری خوشی کی انتہا نہیں رہتی اور الحکم کے پڑھنے سے مجھے وہ روحانی لذت ملتی ہے جسکو آجتک میںنے کسی اخبار یا رسالے میں نہیں پایا۔ چونکہ مجھکو وکیل سے ایک گونہ الفت ہے کیونکہ وہ مذہبی معاملات میں دلچسپی لینے والا پرچہ ہے اسی واسطے میں اسکو اور اخباروں کے سامنے شرمندہ کرنا نہیں چاہتی تھی میںنے اسکی غلطی اسکی طرف لکھکر بھیجدی جس کو اس نے ابھی تک شائع نہیں کیا جس کا مجھے نہایت افسوس ہے۔ کہ بنتا انصاف پسند مگر کام ایسے کرنے مگر سچ ہے کہ ان لوگوں میں روحانیت نہیں۔ اگر ان لوگوں میں روحانیت ہوتی تو کب کے مسیح کو پہچان لیتے۔ امید ہے کہ آپ میرے پراگندہ خیالات کو شائع کرکے لوگوں کی غلط فہمی دور کر دینگے۔

ایڈیٹر وکیل کے نام کُھلا خط لایجرمنکم شنان قوم

علی ان لا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقویٰ یعنی کسی قوم کی عداوت کے سبب اون سے بے انصافی نکرو کیونکہ انصاف شیوہ پرہیزگاری سے قریب تر ہے جو آپنے ریمارک میرے مضمون پر پاس کیا ہے وہ بالکل غیر منصفانہ اور تعصب سے بھرے ہوئے ہیں آپ جیسے اعلیٰ خیالات اور روشن دماغ کو اور ریفارمری کا دعوےٰ کرنے والے کو ایسی تنگ نظری سے کام نہیں لینا چاہئے۔ میں آپ سے ہرگز یہ امید نہیں کر سکتی تھی کہ آپ سلک مروارید کی تمام خوبیوں کو اسواسطے نظر انداز کر دینگے کہ وہ ایک احمدی کی تالیف کردہ ہے۔ آپکا یہ فرمانا کہ اس میں تمام باتیں مرزا صاحب کی مشن کی بھری پڑی ہیں۔ کہاں تک بجا اور درست ہے خدا آپکی آنکھوں سے تعصب کی پٹی کو کھولے تو پھر آپ دیکھیں کہ اس میں مرزا صاحب کے مشن کی بجائے عجیب پیرائے کے ساتھ اسلام کی سچائی بیان کی گئی میں دعوے سے کہتی ہوں کہ جیسا محققانہ عیسائیت اور اسلام کا مقابلہ سلک مروارید میں کیا گیا ہے آپ مجھے بتلائیں کہ اور کونسی ایسی کتاب عام فہم مستورات کے واسطے شائع کی گئی ہے۔ میں آپ کو ذیل کا واقعہ سناتی ہوں جس سے آپکو پتہ لگ جائے گا کہ مس صاحبان کا مہلک اثر کہاں تک نقصان پہنچا رہا ہے اور ملک کو کہاں تک ایسی عام فہم رسالوں کی ضرورت ہے۔

"کچھ دنوں سے دہلی شہر میں مسوں کا یہ کام جاری ہے کہ اکثر مسلمانوں کے گھروں میں جاکر تعلیم صنعت و حرفت کے بہانہ سے اپنی منادی کرتی رہتی ہیں جس کا شدہ شدہ نتیجہ یہ ہوا کہ چند ایک نوعمر لڑکیاں مسلمانوں کی ورغلا کر لے گئیں اس کا بہت شور وغل ہوا۔ مگر مسلمانوں کو ناکامی ہوئی۔ آخری واقعہ ماہ رمضان میں یہ پیش آیا ہے کہ ایک مسلمان معروف بہ نواب برقندالہ جو کوچہ میر عاشق میں رہتا تھا اس کے گھر میں مس صاحبہ اسکی نوجوان ناکتخدا لڑکی کو تعلیم تربیت سکھلانے کے واسطے نہیں عیسائی بنانے کیواسطے آیا کرتی تھیں) اوران ایام میں ان کا جادو دختر ناکتخدا پر پورا اثر کر گیا۔ والدین دختر نے اسکی شادی کی تیاری کرکے تاریخ نکاح مقرر کر دی جو بہت تھوڑے دن کی تھی مس صاحبہ کو علم ہوا انہوں نے جانا کہ بعد شادی اس مسحورہ کو لیجانا دشوار ہو جائیگا کیونکہ ایک مستقل دعویدار اس کا خاوند موجود ہو جائیگا۔ مناسب ہے کہ ابھی بے نیل مرام اس کو شوہر کے کانور بناوین۔ چنانچہ جب شادی میں چند ہی روز باقی رہے تو مسیح کی بھیڑ نے اس دختر کو برضامندی اسکی کے کسی بہانہ سے گاڑی میں سوار کرا مشن ہوس میں جا داخل کیا۔ اور نہایت محبت اور اخلاق سے اسکو رجھایا۔ دین اپنے سے وہ پہلے ہی بے خبر تھی۔ دختر والدین و برادران حقیقی نے مطلع ہونے پر زنانہ مشن سے دختر کو واپس لینا چاہا۔ مگر مس تہاربرن صاحبہ منتظم مشن نے بذریعہ چٹھی انکو حوالہ پولیس کر دیا جہاں سے چالان ہو کر عدالت مسٹر کرنی سنگھ صاحب مجسٹریٹ کے آیا صاحب موصوف نے مصلحتاً انکو دلاسا تسلی دیکر بری کر دیا اور کہا کہ جاؤ اگر دعویٰ ہے تو بذریعہ عدالت وصول دختر کا استغاثہ کرو بتحریک چند علما دہلوی یعنی مولوی عبدالمجید صاحب واعظ مولوی شرف الحق صاحب اور والد دختر نے استغاثہ صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں اغوا دختر نابالغہ کا دائر کیا۔ صاحب بہادر نے وہ عرضی اسی عدالت میں جس سے پہلے چالان پولیس کا فیصلہ ہوا تھا سپرد کرائی تو عرضی قریب دو ماہ تک زیر تجویز رہی جس سے دختر مفرورہ بخوبی مس صاحبان سے مانوس ہو گئی اور خیال اطمینان مس صاحبہ وہ مذہب عیسائی میں داخل ہو چکی تو استغاثہ مذکور کسی فریق کی درخواست سے عدالت کرنی سنگھ سے منتقل ہو کر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں آگیا۔

اور جہاں پر اس کا آخری فیصلہ ہوا۔ والد دختر کو کسی نامعلوم ذریعہ سے اطمینان دلائی گئی۔ کہ اگر تیری لڑکی تیرے سامنے آجاوے گی۔ تو وہ ضرور تیرے ساتھ چلی آوے گی پس تو یہ کوشش کر کہ میری لڑکی جو عرصہ دراز سے مسوں کے پاس سے ملوائی جاوے۔ اگر وہ میرے ساتھ چلنے پر رضامند ہو گئی تو مجکو مل جاوے۔ اگر وہ مس صاحب کے ساتھ رہنے پر رضامند ہوئی تو ان کے پاس رہے۔ اس دام افتادہ باپ نے یہی بیان صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو لکھوا دیا۔ اس بنا پر باطمینان صاحب بہادر دوے دختر کو مع مس صاحبہ عدالت میں بلوایا اور تھوڑی دیر کے لئے اجازت دی۔ کہ اپنے والد سے علیحدہ گفتگو کرے۔ اس کے بعد بیان ہوگا۔ والد بزرگوار نے نہایت ہی منت۔ خوشامد سے عرض معروض اپنی نامہربان دختر کی خدمت میں کی۔ بہمراہ مولوی شرف الحق صاحب مگر اس نامہربان دختر نے صاف جواب دیا کہ اے بڈھے باپ میں تیرے ساتھ رہنا نہیں چاہتی خواہ تو قید ہو جا خواہ مر جا یا کچھ کر۔ اس کے بعد صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے دختر معصومہ کا بیان لکھا جو مخلصانہ یہ ہے۔ کہ میرے باپ اور بھائی مجھ سے بازار میں پیشہ کرانا چاہتے ہیں اور حرامکاری کے ذریعہ مجھکو کہتے ہیں۔ کما کر کھلا۔ اس لئے یہ کام مجھکو منظور نہیں۔ میں برضامندی اور خوشی سے بلا تحریک غیری ایسے ماں باپ کو جو کہ مجھ سے حرامکاری کرانا چاہتے ہیں۔ چھوڑتی ہوں۔ اور اپنی مخدومہ محترمہ ہمدم غمگسار مس ولیم مس تہاربرن صاحبہ کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔ میری عمر بائیس سال کی ہے والدین جو پندرہ سالہ بتلاتے ہیں غلط ہے۔ یہ بیان لکھا۔ دعویٰ ڈسمس۔

دختر حوالہ مس صاحبہ ماں باپ بھائی محروم نامراد بخانہ واپس۔"

اور کئی واقعات ایسے سننے میں آتے رہتے ہیں۔ مگر مستورات کے واسطے اس قسم کی کوئی سہل الفاظ میں عام فہم کتاب اس مہلک اثر سے بچانے کیواسطے نہیں بنائی۔ میرے مکرم اگر آپ نے احمدی اخلاق کا وسیع نمونہ دیکھنا تھا تو آپ میرے مضمون سے جو کہ الحکم میں چھپا تھا معلوم کر سکتے تھے۔ الحکم کے ایڈیٹر نے تو یہ نہ لکھا کہ لاثانی استانی قابل وقعت کتاب نہیں اسمیں زمین آسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں دین مذہب کی کوئی بات نہیں۔ مگر احمدیوں کو انکے ہادی نے یہی تعلیم دی کہ وہ تعصبانہ کارروائی کریں۔ نہیں تو بقول ایک جاپانی پروفیسر کے خوبی کے اخذ کرنے میں دریغ نہیں کیا چاہئے خواہ وہ یورپ سے

ہو یا ایشیا سے خواہ بہشت سے ہو یا دوزخ سے
جب تک عورتوں میں اسلام نہ پھیلے ہم ترقی نہیں
کر سکتے یہی فرقہ ہے جو جہالت کی تاریکی کے گڑھے
میں پڑا ہوا ہے اور اپنے دین سے بالکل بے خبر ہے
اور جس کا اپنے دین سے برگشتہ کر لینا کوئی بڑی بات
ہی نہیں - ایک نیک اور دیندار عورت بہ نسبت نیک
اور دیندار مرد کے بہت کچھ کر سکتی ہے - کیونکہ اکثر
دیکھنے میں آیا ہے کہ جس گھر کی مالکہ احکام الٰہی سے باخبر
ہے اس کا سارا خاندان ہی صوم وصلوٰۃ کا پابند ہوگا -
قدرت نے ننھے معصوم بچوں کی پرورش غور
پرداخت اور اتالیقی ماؤں کے ذمہ دیدی ہے
جو کچھ وہ ماؤں کو کرتا دیکھتے ہیں ان کے ننھے معصوم
دلوں پر وہی اثر پڑتا ہے باپ کی صحبت تو شاید
سارے دن میں ایک گھنٹہ ہی میسر ہوتی ہو اس سے
وہ کیا سدھر سکتے ہیں اگر مائیں بیدین اور بے علم
ہیں تو بچوں کا پھر خدا ہی حافظ ہے - میرے ناقص
خیال میں یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مستورات
کو اپنے پاک مذہب سے باخبر کیا جاوے اور
اسلام کی خوبیاں سمجھائی جاویں - اور یہ کام سلسلہ
تالیفات تعلیم نسواں کے چھوٹی چھوٹی کتابوں
اور رسالوں سے ہو سکتا ہے - میرا سخت ہی دل
جلتا ہے - جب میں دیکھتی ہوں کہ میری اکثر تعلیم
یافتہ بہنوں کو اپنے پاک دین کی طرف کچھ رغبت
نہیں ہے اور اسی واسطے وہ اسلام کی خوبیوں
سے بے بہرہ ہیں - خاصکر قابل رحم حالت مشن
کی تعلیم یافتہ لڑکیوں کی ہے اگرچہ وہ عیسائی
نہ بھی ہوں مگر پھر بھی مس صاحبان کی پاک تعلیم
اپنے برحق دین سے برگشتہ کر ہی دیتی ہے -
کہنے کو مسلمان مگر وہ عیسائیوں سے بدتر ہو جاتی
ہیں - مجھے اکثر مشن سکول کی تعلیم یافتہ لڑکیوں سے
ملنے کا اتفاق ہوا ہے مگر انہیں دین سے بے بہرہ
اور اسلام کی خوبیوں سے ناواقف پایا ہے - سوائے
انجیل کی کہانیوں کے اور کچھ خبر نہیں - اے میرے
بزرگو! خدا کے واسطے ان معصوم بچیوں کو اس مہلک
مرض سے بچاؤ اور اسلامی گرل سکول کھلواؤ -
میرے تعلیم یافتہ بھائیو! اگر آپ کو اپنے ملک کی بہتری
منظور ہے تو سلک مروارید جیسی کتابیں شائع کرو
ورنہ ایک دن سخت نقصان اٹھاؤ گے ؎

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

جناب ایڈیٹر صاحب میں یہ مضمون اپنا احمدی بھائی سمجھکر
بھیجتی ہوں براہ مہربانی جو غلطی ہو اسکو درست کر کے شائع کیجئے
اور جلد شائع ہو سازحد مشکور ہونگی - اس مضمون سے میرا کوئی
اپنا علم جتانے کا ارادہ نہیں - بلکہ یہ تو میں نے اپنے دل کا ابال
نکالا ہے - امید ہے کہ میری احمدی بھائی نکتہ چینی کی نظر سے
نہیں دیکھیں گے کیونکہ میں کچھ ٹوٹا پھوٹا اردو جانتی ہوں -

راقمہ اہلیہ ملک کرم الٰہی بھیرہ

کشف الحجاب

جناب مخدوم الملت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد شیعہ مذہب کی نسبت
کچھ لکھنا تو گویا سورج کو چراغ دکھلانا ہے - یہ ادسی
پاک مرد (رضی اللہ عنہ) کا کام تھا جو اس جدوجہد
میں لگا تھا کہ اس غلط کار فریب خوردہ قوم کے آگے
جو دھوکے کی موٹی دیوار کھینچی گئی ہے ڈھہ جائے
مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کی کتاب خلافت
راشدہ اور ایک شیعہ کے نام خط جو الحکم ۲۲
جلد ۱۰ میں چھپا ہے - جسنے پڑھا ہوگا وہ اچھی طرح
سمجھ سکتا ہے کہ شیعہ مذہب کہاں تک تنزل کی
تنگ و تاریک گڑھے میں ہے - میں نے آج تک
کوئی مستقل کتاب شیعہ مذہب کی دیکھی نہیں تھی -
البتہ یا حسین اور یا علی اور یا پنجتن کے نعرے
سنے تھے - مگر ابھی چند روز ہوئے جو ایک
کتاب بابو شمس الدین صاحب ہیڈ کمپاؤنڈر
میڈیکل سٹور ڈپو میاں میر کے ذریعہ دیکھنے
میں آئی جو بابو صاحب مذکور کو جناب ڈاکٹر
ممتاز حسین صاحب حیرت سے (جو شیعہ مذہب کے
ساتھ خاصی دلچسپی رکھتے ہیں) ملی تھی اس کتاب
کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب
بڑی سخت اور منحوس جگہ پر ٹاپک ٹوئیاں مار رہا ہے
یہ کتاب جناب مولوی شیخ احمد صاحب ابن جناب
مولوی وجیہ الدین صاحب مرحوم عثمانی کی تصنیف
ہے اور اس کا نام کشف الحجاب عن سیرت الاصحاب
ہے اس کتاب کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ اصحاب
ثلاثہ خصوصاً اور دیگر اصحاب عموماً قریباً سب کے
سب (نعوذ باللہ) بزدل منافق اور کافر اور
اسلام کی تخریب کرنے والے تھے اور ایسا ہی
جناب علی علیہ السلام باوجود بہادر اور دلیر ہونے
کے (نعوذ باللہ) سخت درجے کے کمزور طبیعت کے
تھے اور ایسا ہی آنحضرت صلعم کی قوت قدسی کا دائرہ
(نعوذ باللہ) حضرت علی رض تک محدود رہا مگر اوپر
بھی کمال درجہ کا پرتوہ نہ ڈال سکا یا اگر ڈالا تو خود
حضرت علی رض (نعوذ باللہ) اپنے کمزوری فطرت
کی وجہ سے اوس بوجھ کو سنبھال نہ سکے نیز یہ کہ دنیا
میں کوئی مومن مسلمان آنحضرت کے بعد نہ رہا نہ شیعہ
مسلمان ہیں اور نہ سنی اور نہ خارجی نہ ناصبی اور کہ
یہ موجودہ قرآن وہ قرآن نہیں جو آنحضرت صلعم پر
نازل ہوا تھا - بلکہ یہ وہ بھی نہیں ہے جو ابوبکر کے
عہد میں قلم بند ہوا تھا جو قرآن آنحضرت پر نازل
ہوا تھا وہ پارچہ حریر پر لکھا جاتا تھا - اور ہر وقت
آنحضرت کے پاس رہتا تھا اور بوقت وفات آنحضرت
نے وہ قرآن حضرت علی رض کو دیا تھا اور پھر اوس
قرآن کا پتہ نہ لگا کہ کدھر گم ہو گیا - غرض اس کتاب
کا خلاصہ یہ ہے جو کشف الحجاب کے نام
سے موسوم ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اوسمیں
سے کچھ مشتے نمونہ از خروارے مع ریمارکس کے
درج اخبار کراؤں تاکہ ناظرین غور کر سکیں کہ جو کچھ
"مسلمانوں کے لیڈر (رضی اللہ تعالےٰ عنہا)"
نے فرمایا ہے اور لکھا ہے کہاں تک صداقت سے
بھرا ہے -

کتاب کشف الحجاب عن سیرت الاصحاب
کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ پر مومن کی صفت یہ بیان
کی ہے کہ " النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم
یعنی مومن وہ لوگ ہیں جو نبی کو اپنی جان سے
زیادہ عزیز رکھتے ہیں - مثلاً نبی صلعم پر کوئی کافر
حملہ کرے تو مومن کا فرض ہے کہ اوس حملہ کو اپنے
اوپر روکے اور نبی کو بچاوے - نبی کی جان
بچانے میں اپنی جان کا کچھ پاس و لحاظ نہ کرے
مگر ہم خلفاء ثلثہ کی کیفیت اسکے برخلاف پاتے
ہیں کہ جنگ احد میں اور حنین میں اونہوں نے اپنی
جان کو نبی کی جان سے پیارا سمجھا اور نبی صلعم کو نرغۂ
اعداء میں گھرا ہوا چھوڑ کر اپنی جان بچانے کے لئے
بھاگ نکلے اور فقط ایک علی رض باقی رہ گئے پس ظاہر
ہے کہ جو لوگ نبی کو چھوڑ بھاگے وہ ہرگز **مومن نہ
تھے** "

شیعوں کے نزدیک تو **مومن کی صفت** یہی تھی
جو نقل کی گئی اب اسکے لئے ہمکو اپنے پاس سے کچھ بھی لکھنے
کی ضرورت نہیں اور نہ حاجت ہے بلکہ ہم ناظرین کے
واسطے اسی کتاب کے صفحہ ۳۶ کی عبارت نقل
کر دیتے ہیں جو اسکی تردید کے لئے کافی و وافی ہے
اور وہ یہ ہے - " جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ **تم لوگوں نے** ابوبکر کو خلیفہ کیا اور **میں
ابوبکر سے** مستحق تر تھا - لیکن اس خوف سے
کہ لوگ **مرتد** ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو
قتل کرینگے خاموش ہو رہا پھر ابوبکر نے عمر کو ولیعہد
کیا حالانکہ میں **اولیٰ و مستحق تر تھا** عمر سے
لیکن اوسی خوف سے کہ لوگ پھر کر کافر ہو جاوینگے
اور ایک دوسرے کو قتل کرینگے خاموش ہو رہا "

اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیعوں کے نزدیک
جو ایمان کی صفت ہے وہ حضرت امیر علیہ السلام کے
قول نے غلط کر دی کیونکہ یہ صفت جو مصنف کتاب
نے لکھی ہے اگر حضرت علی کے نزدیک درست ہوتی تو
پھر حضرت علی کا یہ کہنا کہ **لوگ پھر کر کافر ہو جائینگے**"
لوگ مرتد ہو جا"

علی کے نزدیک اصحاب نہ تو مرتد ہی
اور نہ اون کے نزدیک مومن کی وہ صفت
کتاب نے تحریر کی ہے اور اگر تھی تو یہ
کہ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جنگ احد
و حنین وغیرہ سے بھاگے ہوں - پھر صفحہ ۳۴ پر
مصنف صاحب یہ گوہر فشانی فرماتے ہیں کہ
" خلفاء بلا کسی استحقاق کے مدعی خلافت ہو گئے
مگر حضرت علی رض کا قول اسکی بھی تردید کرتا ہے جیسا کہ
اوپر نقل کیا گیا یعنے یہ کہ " میں ابوبکر اور عمر سے
اولیٰ اور مستحق تر تھا " اس کا صاف مطلب
یہی ہے کہ اگرچہ وہ بھی مستحق تھے مگر میں اولیٰ و مستحق
یعنے زیادہ مستحق تھا مگر یہاں پر مصنف صاحب
فرماتے ہیں کہ " بلا استحقاق مدعی خلافت ہو گئے "
علاوہ بریں جناب امیر علیہ السلام کے قول سے ظاہر
ہے کہ لوگوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا - اور مصنف صاحب
کہتے ہیں کہ خلفاء خود مدعی خلافت ہو گئے اب ہم
حضرت علی کو سچا مانیں یا مصنف کتاب کو پھر علی صاحب
علی رض ہی سچے ہیں جنکی بیجا حمایت کا ٹھیکہ مصنف
صاحب نے لیا ہے - پس وہ تو کہتے ہیں کہ خلفاء کو
لوگوں نے خلیفہ بنایا وہ خود بخود خلیفہ نہیں ہو گئے
پھر صفحہ ۳۴ پر یہ بھی لکھا ہے کہ خلفاء ثلثہ
اپنے منفعت اور اغراض ذاتی کو مقدم رکھکر درپے
تخریب اسلام کے رہے " اور کہ " حضرت علی رض
نے بخوف زوال اسلام اپنے حق طلبی سے خاموشی
اختیار کی " صفحہ ۳۴ اسپر ریمارکس کرنے سے
پہلے مناسب ہے کہ ہم اپنے ناظرین کو صفحہ ۳۴
کی سیر کرا دیں تاکہ ناظرین معلوم کر لیں کہ حضرت علی
کس اسلام کے زوال کے سبب سے تخریب اسلام کو
جائز سمجھ کر خاموش رہے اور حق طلبی کے ولولہ کو
دل سے نہ بجھایا اور وہ یہ ہے کہ
" بلکہ خود اونکو (خلفاء ثلثہ کو) پیغمبر صلعم نے
ہدایت کی تھی کہ میرے بعد متمسک باہل بیت ہونا
اور علی کو پیشوا گردانتا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے
جیسا کہ حدیث ثقلین اور حدیث غدیر و
حدیث ولایت و منزلت و امامت وغیرہ
آشکار ہے پس جن لوگوں نے بموجب ہدایت
و وصیت رسول صلعم حضرت علی رض کو اپنا امام اور
پیشوا نہیں مانا وہ خود گمراہ ہو گئے " صفحہ ۳۴
یہ سب ہی حضرت علی کے قول سے نقیض ہیں اور
اگر انکا کچھ اثر بد پڑتا ہے تو وہ جناب علی رض کی
ہی ذات مبارک پر پڑتا ہے پھر اگر اونکی تحصیل
کریں تو ہمکو کہا جاتا ہے کہ تم حضرت رض سے بغض رکھتے
ہو اور اون سے عداوت رکھتے ہو اور اونکی ہتک
کرنے ہو و نعوذ باللہ من هذا الكذب و الافترا

ان جملوں کا علی رضؓ کی ذات مبارک پر یہ اثر پڑتا ہے کہ اگر خلفاء ثلثہ تمام عمر درپے تخریب اسلام رہے اور آنحضرت کی وصیت پر نہ چلنے اور حضرت علی رضؓ کو خلیفہ نہ بنانے سے خلفاء گمراہ ہو گئے تھے تو جناب علی نے گمراہوں کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی کیا گمراہوں کو اون کی گمراہی میں مدد دینے کے لئے یا کچھ اور مطلب تھا؟ بینوا توجروا (اے شیعہ صاحبان) نیز اسلام کی تخریب میں ہاتھ بٹانے کے لئے؟ یا یہ ہو کہ حضرت علی رضؓ اونکی تخریب اسلام کو تائید سمجھتے ہوں اور اب ایک عرصہ کے بعد شیعوں کو خیال آیا کہ دراصل حضرت علی سے لغزش ہوئی کہ اونہوں نے باوجود مستحق خلافت ہونیکے خاموشی اختیار کی لاؤ اسکو اس ڈھانچہ میں کھینچ دیں کہ بسبب تنزل اسلام کے حضرت علی رضؓ خاموش رہے ورنہ مستحق تو خلافت کے وہی تھے یا یہ ہو کہ جناب علی رضؓ سے زیادہ شیعوں کو عقل اور سوجھ آگئی ہو جو انہوں نے تخریب سمجھا اور حضرت علی رضؓ نے تائید۔ بہرحال کچھ ہی ہو اگر یہ سچ ہے کہ حضرت علی رضؓ کی خلافت پر آنحضرت صلعم نے تاکید فرمائی تہی اور اوسکو نہ بجا لانے سے خلفاء ثلثہ (نعوذ باللہ) گمراہ ہو گئے تو حضرت علی ہی (نعوذ باللہ بقول شیعان) گمراہ تہے جو اتنی موٹی سی بات کو نہ سمجھ سکے کہ تخریب کیا ہوتی ہے اور تائید کیا غضب کہ ایک طرف تو لکھتے ہیں کہ خلفاء ثلثہ تخریب اسلام کرتے تہے اور دوسری طرف لکھتے ہیں کہ حضرت علی بوجہ تنزل اسلام خاموش رہے جب تخریب ہو گئی اور اسلام رہا ہی نہیں بلکہ سب کے سب گمراہ ہو گئے تو کیا ابھی اسلام کے تنزل میں کچھ کمی رہ گئی تہی جسکو حضرت علیؓ دیکھنا چاہتے تھے؟ پس اس کا اثر تو صاف حضرت علیؓ کی ذات والا پر پڑتا ہے کہ اگر خلفاء ثلثہ تخریب کرتے تہے تو کیوں حضرت علی رضؓ نے خاموشی اختیار کی اونکی خاموشی ہی کا تو یہ اثر ہے جو آج خارجی اور ناصبی اور سُنی اور شیعہ نظر آتے ہیں کوئی **مومن مسلمان** نظر نہیں آتا جیسا کہ مصنف نے خود صفحہ ۳۵ پر بیان کیا ہے جسکو ہم آگے بسط سے دکھلائینگے کہ شیعہ دراصل اپنے آپ کو ہی مومن و مسلمان نہیں سمجھتے اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اگر حضرت علی رضؓ اول ہی بموجب وصیت رسول صلعم خلیفہ ہو جاتے تو خارجی اور ناصبی اور سُنی و شیعہ کوئی نظر نہ آتا بلکہ سب کے سب مومن مسلمان ہوتے پس صاف ظاہر ہے کہ جو اپنے آپ کو مومن مسلمان نہیں سمجھتا وہ حضرت علی کا جو بموجب قول شیعان امیر المومنین تھے کیونکر حمایتی ہو سکتا ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شیعوں کا خواہ مخواہ واویلا کرنا صرف دکھلاوا ہے۔ (باقی پھر انشاء اللہ تعالے)

محمد حسین احمدی

مسیح کی عالمگیر اخوت

آریہ گزٹ رقمطراز ہے کہ مسیح کے شاگردوں کا گلا

پہاڑ پہاڑ کر آسمانی بادشاہت انسانی اخوت وغیرہ کی بشارت سُناتے رہنا مصلحت سے خالی نہیں ہے۔ ان کے ہاتھ میں مذہب اوزار ہے جس سے یہ اپنی غرض پوری کر لیتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی حیثیت نہیں۔ ان کا کہنا سُننا سب مطلب کا ہے۔ اس ملک کے کالے عیسائی جو بغیر سوچے سمجھے دام میں پھنس گئے ہیں۔ دیکھیں اب مسیحیت کیا رنگ وروپ دھارن کر رہی ہے۔ افریقہ کی تار کی خبریں ظاہر کرتی ہیں کہ "جانسبرگ کی پبلک کی خواہش ہے کہ گورنمنٹ مشنریوں کو منع کردے کہ نیٹوں (کمبخت ہندوستانیوں) کے درمیان انسانی اخوت کا وعظ نہ کریں۔ کسان اپنے بچاؤ کے لئے تحفظ مانگ رہے ہیں"۔ بدنصیب کالے نیٹو کیسے برابر ہو سکتے ہیں ہم کو نواون کے انسان ہونے میں بھی شک ہے! مسیح نے صرف گورے ولائتیوں کے لئے جان دی ہے تاکہ وہ اوس کی قربانی کا مزہ لوٹیں۔

ہندوستانی عیسائیو! یہ تمہارے لئے کسقدر اچھا سبق ہے۔ تم خود نہیں دیکھتے۔ مسیحی مذہب نے تمہاری خود کیسی اچھی حیثیت بنا دی ہے۔ دونوں دین سے گئے پانڈے جلوا ہلانہ مانڈے۔ ہم کو بعض وقت اپنے مسیحی دوستوں کی بیکسی کی حالت دیکھ کر رحم آتا ہے۔ خاصکر رومن کیتھلک فرقہ کے دیسی عیسائیوں کی حالت اور بھی بدتر ہے۔ افسوس! ہم مسیحیوں کے قول وفعل کا موازنہ کس پیمانہ سے کریں کیا اس مذہب کے مناد کبھی سچائی کے راستہ تک پہنچ سکتے ہیں۔

ع- اوخویشتن گم است کرا رہبری کند

انگلستان میں بائبل کا اثر

عیسویت اور سائنس

دو متضاد چیزیں ہیں جو کبھی ایک ملک اور قوم میں جمع نہیں ہو سکتیں عیسویت سائنس کا پُرانا دشمن ہے جس نے نہایت کامیابی سے ازمنہ مظلمہ میں یورپ کو اپنی غلامی میں گرفتار کیا مگر اٹھارویں صدی کا آغاز اسکے حریف کی ترقی کا آغاز تہا جسنے عیسویت کے تمام مقبوضات چھین لئے اور یورپ میں بائبل کا اثر اس قدر گھٹ گیا کہ آج جرمنی اور فرانس میں بائبل کا معتقد ہونا حمق اور جنون کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ انگلستان میں نسبتہً مذہبی اثر پایا جاتا ہے مگر اب وہان بھی مذہبی تعلیم سے عام مخالفت پیدا ہو گئی ہے۔ چنانچہ آجکل تعلیمی بل پارلیمنٹ میں پیش کر دیا گیا ہے جو ہفتہ عشرہ میں پاس ہو جائیگا اور مقدس جماعت کو ایک سخت شکست اُٹھانی پڑیگی اس بل کا بڑا منشا یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم ان لوگوں کے ہاتھ میں ہونی چاہئے جو تعلیم کا ٹیکس ادا کرتے ہیں نہ کہ پادریوں کو نٹی کونسل کے قبضہ اقتدار میں۔ پادریوں نے نہایت زور شور سے اس بل کی مخالفت کی ہے۔ ۱۴ مئی کو لنڈن کے بشپ کی صدارت میں البرٹ ہال میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا اور تعلیمی بل کی دل کھول کر مخالفت کی گئی۔ بڑی وجہ مخالفت یہ ظاہر کی کہ "ابھی تو صرف اس امر پر اکتفا کیا گیا ہے کہ بائبل کے علاوہ مذہبی عقائد کی تعلیم نہو جسکی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی۔ مگر ممکن ہے کہ آگے چل کر ہماری خاموشی رعایا کو اس امر کا موقع دے کہ سرے سے مذہبی تعلیم ہی اُٹھا دیجائے اور بائبل کی بابرکت تعلیم سے تمام درسگاہیں محروم ہو جائیں"۔

عام خیال یہ ہے کہ عنقریب بائبل کی تعلیم بھی اختیاری کر دی جائے گی اور اسطرح جرمنی کا شریک ہو کر انگلستان بھی نہایت فخر سے اس امر کا دعوے کر سکے گا کہ اس مذہب کی غلامی سے ہم آزاد ہو گئے ہیں جسکی الہامی کتاب میں جن بھوت کے قصے اور بچوں کی منگھڑت کہانیاں بھری ہوئی ہیں۔

نجومی کیا کہتے ہیں؟

ایک فرانسیسی ریڈیکل نے عجیب ہولناک

پیشینگوئیاں سال رواں کے متعلق کی ہیں۔ تمام دنیا کے لئے یہ سال منحوس بتلایا ہے کہتا ہے کہ ہزارہا آدمی وباؤں کی نذر ہوں گے۔ ہولناک طوفان سے سمندروں میں سخت نقصان عاید ہونگے۔ اور سخت تکالیف اُٹھانے کے بعد دُنیا بالکل نئی صورت اختیار کرے گی اور اسمیں اخلاقی ترقی پیدا ہوگی۔ گونڈگل علاقہ مدراس کے مشہور نجومی کنڈا سوامی بمبئی نے تقریباً اسی قسم کی پیشگوئی کی تہی۔ کنڈا سوامی نے ملک معظم کے جشن تاجپوشی سے پہلے بتلا دیا تھا کہ تاریخ معینہ پر جشن نہ ہو سکے گا۔ اور ہزمیجسٹی کی طبیعت ناساز ہو جائیگی اس پیشینگوئی کے صحیح ہونے کی وجہ سے اسکو غیر معمولی شہرت حاصل ہوئی

چین اور مذہب اسلام

چین والوں کی آجکل جو

حالت دیکھی جاتی ہے۔ اور ان دنوں جو تحریکیں پیدا ہوئی ہے اوسے دیکھتے ہوئے۔ نہ صرف یہی خیال ہوتا ہے کہ ان کی قومی اور سیاسی زندگی کی کایا پلٹ جائیگی۔ بلکہ امید ہے کہ یہ رفتار انکی قدیم مذہبی تقلید دن کو بھی محو کرکے اُسکی جگہ کسی سچے مذہب وعقیدہ کو اُن میں رواج دیدے۔ اہل چین کو محسوس ہونے لگا ہے کہ کنفیوشش اور "لاؤتزو" کا زمانہ اب نہیں رہا جس وقت انکے خیالات وعقاید کی دنیا میں اشاعت ہوئی وہ تاریکی اور جہالت کا دور تھا۔ لیکن یہ زمانہ علم و مدنیت کی روشنی کا ہے اور اسمیں وہ خیالات ہرگز باقی نہیں رہ سکتے۔ غرضکہ وہ دن جس میں اہل چین بُت پرستی چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کے لئے گردنیں جھکائیں گے۔ کچھ دور نہیں کیونکہ سچے مذہب اور عقیدہ کی چمک چین کے دروازہ پر اپنا نور پھیلا رہی ہے اور جب یہ روشنی اس کے اندر داخل ہو گئی تو خرافات اور وہم پرستی کی تاریکی یقیناً کافور ہو جائیگی۔ چین میں جس مذہب کا رواج مدتوں سے چلا آتا ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک مذہب کنفیوشش اور دوسرا مذہب "لاؤتزو" کے نام سے مشہور ہے۔ اور یہ دونوں مذہب اس زمانہ کے سوسائٹی وتمدن کے حق میں سم قاتل کا اثر رکھتے ہیں "کنفیوشش" کے عقائد انسانوں کے ایک طبقہ کو تعلیم وتہذیب حاصل کرنیکے لئے خاص کر دیتے ہیں۔ اور یہی طبقہ حکومت وعزت کی مسند پر بیٹھکر (معاذ اللہ) خدائی اختیارات کے ساتھ تمام انسانوں کی قسمتوں کا مالک بن جاتا ہے۔ اور ان کو بالکل غلام بنا لیتا ہے۔ کنفیوشش نے تعلیم عام کی جو بنیاد رکھی تھی وہ محض ملک کے چیدہ اور معزز افراد کے لئے جو حکومت و امارت کی باگوں پر قابض ہوں۔ اسی واسطے جن لوگوں نے فلسفہ کنفیوشش کی تحصیل کی وہ تمام قوم وملک کی نظر میں قابل عزت سمجھے گئے۔ اور دوسرے علوم و آداب کو سیکھنے والے نفرت وحقارت کے مستحق ہوئے۔ اب بھی کانٹے چینی لوگ اپنے راستہ سے دور کرنا چاہتے ہیں تاکہ جس مدنیت ترقی اور مساوات کے وہ خواہشمند ہیں۔ اُسے حاصل کر سکیں۔

اسی انداز پر مذہب "لاؤتزو" ابتدا میں تمام انسان کو اچھی عادتوں اور قابل تعریف خصلتوں کی زیور سے آراستہ بنانا چاہتا تھا۔ مگر اس کے طرفداروں اور پھیلانے ۔ ۔ ۔ والوں نے صحیح اصول مذہب مٹا کر اسے اسقدر خلط مبحث کر دیا۔ کہ اب عقل و علم اُسکو کسی طرح پسند ہی نہیں کر سکتے۔

بہرحال چین میں اس وقت جو حرکت پھیل رہی ہے وہ قدیم مذاہب کو مٹا دیگی۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ سچا مذہب کون ہے جو آئندہ چین کی وسیع مملکت کا عام مذہب ہوگا؟ ہم کہتے ہیں کہ ان پچھلے چند برسوں میں جس شخص نے اہل چین کے طرز عمل پر غور کیا ہوگا۔ اور ان کے حرکات وسکنات کو توجہ کی نظر سے دیکھا ہوگا وہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ یہ شریعت بلاشک وشبہ شریعت اسلامی ہوگی۔ جو مملکت آسمانی کا عام مذہب قرار پائے گی۔ کیونکہ

چین والوں کو اس بات کا احساس ہوگیا ہے۔ کہ اگر کوئی چیز ان کو پستی اور بداخلاقی سے نکالکر اخلاق و تہذیب و معاشرت کی بلند سطح پر لاسکتی ہے تو وہ یہی مذہب اسلام ہے۔ جو اچھے کام کرنے کا حکم دیتا اور بری باتوں سے منع کرتا ہے اور جو سچی زندگی حاصل کرنے کے لئے دنیا میں سفر کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ ہان ہم سے اس بات کی دلیل مانگی جائے گی کہ سرزمین چین میں مذہب اسلام ہی کی کامیابی کیوں یقینی ہے۔ بحالیکہ وہان دوسرے آسمانی مذاہب کے مشنری بھی موجود ہیں؟ اور ہم بلا تامل اس دلیل کو پیش کردینگے کہ دوسرے مذاہب کے مشنریوں سے اہل چین کی نفرت و عداوت اور اہل اسلام سے ان کی الفت و محبت ہمارے دعوے کی موید ہے۔ چنانچہ مشنری پادریوں کا قتل کیا جانا اور اُس کا ہر جگہ سے ذلت کے ساتھ نکالا جانا ہمارے دعوے کی صحت ظاہر کرتا ہے علاوہ اس کے یہ تو تمام دنیا کو معلوم ہے کہ اسلام کی اشاعت چین میں بلا کسی مشنری جماعت کی سرگرم کوششوں اور طمع دلانے کے ہوئی۔ پھر چین کی حکومت نے مسلمانوں کو انتظامی پولٹیکل اور جنگی صفوں میں خاص طور پر بڑے بڑے اعلےٰ عہدے دے رکھے ہیں۔ اس لئے اگر چند سال ہی تمام چین اسلامی مذہب کا حلقہ بگوش بنجائے تو اسپر تعجب کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ (پیسہ)

مشاہیر اسلام

ابن ابی دواد ابو عبداللہ احمد ابن ابی دواد

عہد بنو عباس کے مشہور و ممتاز قاضی تھے۔ اُنکا علم و فضل تشریح و بیان کا محتاج نہیں اپنے زمانہ میں قبولیت عامہ اور ہر دلعزیزی جیسی انہیں نصیب ہوئی کسی کو نہ تھی۔ مامون، معتصم، واثق اور متوکل چار خلیفوں کا زمانہ پایا۔

زمانہ شباب میں ان کی جاہ و ثروت روزافزون تھی، لیکن آخر زمانہ نہایت تنگی سے بسر ہوا اوسط عمر کے ایام بمصداق خیر الامور اوسطہا بڑے مزے میں گزرے۔

بعض اعزاز انھیں ایسے حاصل تھے کہ اُنکے اقران و امثال میں کسی کو نصیب تھے۔ ابن خلکان کہتے ہیں کہ "احمد کو جس زمانہ میں خلیفہ کا تقرب حاصل ہوا۔ اُس کے قبل دربار کے دستور کے موافق کوئی شخص گفتگو میں مبادرت نہیں کرسکتا تھا۔ حاضرین و مقربین مودّب و خاموش منتظر رہتے تھے کہ خلیفہ گفتگو کا سلسلہ شروع کرے تو عرض معروض کیجائے۔ احمد کا یہ رسوخ ہوا۔ کہ ان کو اسکی پابندی نہ رہی۔ جب چاہتے گفتگو کرتے تھے؛ ابنائے جنس میں یہ خصوصیت انھیں کو حاصل تھی۔

شہرستان قنسرین میں سنہ ۱۶۱ ہجری میں پیدا ہوئے جب جوان ہوتے تو اپنے باپ کے ساتھ (جو تجارت کے لئے شام جاتے تھے۔) دمشق پہنچے۔ یہاں ہیاج بن علاء سلمی جو واصل بن عطاء معتزلی کے اصحاب میں شمار کیئے جاتے ہیں درس دیا کرتے تھے۔ ابن ابی دواد نے مقیم ہوکر انھین کے مدرسہ میں علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل شروع کی۔ ہر فن کے حصول میں بڑی محنت کرتے تھے خصوصاً فقہ و حدیث کے اخذ میں کوشش کا پورا حق ادا کیا اور وہ کمال حاصل کیا کہ آج تک مشہور ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ سنہ ۲۰۲ ہجری میں مامون الرشید نے خراسان سے یحیٰ بن اکثم کو بصرہ کا قاضی مقرر کرکے بھیجا جب وہ وہان پہنچے۔ تو اپنی کم سنی کے باعث ان کو خیال ہوا کہ کوئی ایسی بات نہ ہوکر لوگون کو حرف گیری کا موقع ملے اہل علم و ادب کا ایک گروہ اپنی مصاحبت میں رکھا انھین میں ایک ابن ابی دواد بھی تھے۔

سنہ ۲۰۴ ہجری میں مامون رشید جب دار السلام بغداد میں آیا۔ یحیٰ بن اکثم کو فرمان بھیجا کہ تمہارے اصحاب و احباب میں جو لوگ صاحب فضل و کمال ہوں اُن کو انتخاب کرکے بھیجدو کہ جب مذاکرۂ علمیہ ہو میری مجلس میں حاضر رہا کریں۔ یحیٰ نے بیس آدمیوں کو چنا، پھر بیس میں دس کو انتخاب کیا، پھر دس میں پانچ کو مخصوص کیا، ان سب میں ابن ابی دواد شامل تھے۔

جب سے مامون کی مجلس میں داخل ہوئے ہمیشہ علماء کے ساتھ حاضر ہوا کرتے تھے اور ہر مرتبہ ظہور فضل و کمال کیوجہ سے اُن کی قدر بڑھتی جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ سبھوں سے انکا رتبہ بڑھ گیا۔

بعض لوگوں نے ان کے رسوخ کی وجہ اور لکھی ہے، خود ابن ابی دواد سے نقل کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا کہ ایک دن فقیہوں کی ایک جماعت کے ساتھ میں یحییٰ بن اکثم کی مجلس میں حاضر تھا۔ ناگاہ ایک شاہی چوبدار آیا۔ اور اُسنے خلیفہ مامون الرشید کی جانب سے یحیٰ کو پیغام دیا کہ آپ خود اُن علماء کے ساتھ جو موجود ہیں بارگاہ خلافت میں حاضر ہوں یحیٰ فوراً اُٹھے اور باوجودیکہ مجھے ساتھ لیجانے میں وہ خوش نہ تھے لیکن ہمراہ لے گئے۔ ہم لوگ مامون کے سامنے پہنچے اور بیٹھے ایک لحظ کے بعد مامون نے ایک مسئلہ چھیڑ دیا حاضرین مناظرہ و مباحثہ کرنے لگے۔ جب سب چُپ ہوگئے میںنے گفتگو شروع کی۔ میری تقریر خلیفہ کو بہت پسند آئی۔ اظہار شفقت کے لئے میری طرف متوجہ ہوکر میرا نام و نسب دریافت کیا میںنے بیان کیا۔ پھر خلیفہ نے پوچھا کہ ابتک اس مجلس میں شریک کیوں نہیں ہوئے تھے؟ (ابن ابی دواد کہتے ہیں) اصل حال کہتے ہوئے کہ یحیٰ کو میری شرف یابی منظور نہ تھی مجھے لحاظ ہوا میںنے معذرۃً کہا حبسه القدر او بلوغ الكتاب اجله (یعنی مقدر نے دیر لگائی) خلیفہ نے فرمایا کہ اب میں بطریق حکم خلافت قاعدہ مقرر کرتا ہوں کہ اب سے جہاں اور جب علماء میرے حضور میں حاضر ہوں۔ تمہیں بھی آنا چاہیئے۔ میںنے بسر و چشم قبول کیا۔

ابراہیم بن حسن کا بیان ہے کہ لیلۃ العقبہ میں جن انصاریوں نے رسول اللہ صلعم سے بیعت کی تھی، ایک مرتبہ اُنکا تذکرہ مامون کی مجلس میں ہو رہا تھا ہر شخص اپنی تحقیق کے موافق اُن لوگون کے نام و تعداد کی تفصیل بیان کرتا تھا اتنے میں احمد بن ابی دواد بھی پہنچگئے اور اس گفتگو کے سُنتے ہی اُن انصاریوں میں سے ایک ایک کا نام اور کنیت بے غور و فکر بیان کردی مامون بہت خوش ہوا اور کہا کہ جو شخص دانشمندون کے فیض کا خواہان ہو وہ ابن ابی دواد کو اپنی مصاحبت میں رکھے۔

ابن ابی دواد نے کہا کہ جس دانشمند کو تقرب سلطانی کی آرزو ہو وہ حضور کی بارگاہ میں حاضر رہے کہ جو بات نہ جانتا ہو اُسکو سیکھ جائے اور جو کچھ جانتا ہو وہ اپنے سے زیادہ جاننے والے کے حضور میں عرض کرے۔

مشہور ہے کہ مامون الرشید نے اپنے ولیعہد اور بھائی معتصم کو وصیت کی تھی کہ احمد بن ابی دواد کو کبھی اپنے سے جُدا نہ کرنا انجام مہمات میں ان سے مشورہ لیا کرنا اور جو وہ کہیں اُسکو قبول کرنا اگر میری اس وصیت پر عمل کروگے اور اُنکے مشورہ کے خلاف نہ چلوگے تو کبھی خطا نہ ہوگی اور عمر بھر کسی دوسرے امیر یا وزیر کی محتاجی نہ رہے گی۔

سنہ ۲۱۸ ہجری میں جب مامون کا انتقال ہوگیا اور معتصم نے مسند خلافت پر جلوس فرمایا تو یحیٰ بن اکثم کو معزول کرکے ان کی جگہ احمد بن ابی دواد کو قاضی القضاۃ مقرر کیا اور محمد بن عبد الملک زیات کو صدر اعظم بنایا۔ کُل انتظامات ملکی و ملّی انھین دونوں دانشمندون کے سپرد کیئے۔

ابن ابی دواد کا تقرب معتصم کی بارگاہ میں سبھوں سے بڑھا ہوا تھا ابن خلکان لکھتے ہیں حتی کان لا يفعل فعلا باطنا ولا ظاهرا الا برائه؛ یہانتک کہ خلیفہ کوئی کام باطناً و ظاہراً بغیر ان کی رائے کے نہیں کرتا تھا۔ اسی وجہ سے ابن زیات اور ان میں شکر رنجی تھی؛ خلیفہ سے دونوں ایک دوسرے کی شکایت کیا کرتے تھے۔

کتابوں میں مذکور ہے کہ ابن ابی دواد کی تقریر ایسی جادو بھری ہوتی تھی کہ جس بات کو وہ لوگوں سے کہتے سب بطوع و رغبت قبول کرلیتے تھے۔ ابن ابی دواد کا مقولہ تھا کہ میں ابن زیات کے سامنے خلیفہ سے کبھی عرض حاجت نہیں کرتا کہ مبادا وہ میرے طریق بیان کو سیکھکر خلیفہ کے قلب کو تسخیر نہ کرے۔

ایک دفعہ حسین بن ضحاک شاعر نے ایک متکلم سے کہا کہ احمد بن ابی دواد ہم شاعرون کے نزدیک علم ادب اور لغت سے واقف نہیں، تم متکلمون کے نزدیک وہ اصول عقائد نہیں جانتا اور فقہا اوس کو فقیہون میں شمار نہیں کرتے۔ لیکن جب وہ معتصم کی مجلس میں جاتا ہے اپنے کو ایسا دکھاتا ہے کہ گویا ہر علم و فن پر محیط ہورہا ہے۔

لازون بن اسمٰعیل کا بیان ہے کہ معتصم جیسا ابن ابی دواد کا معتقد تھا میںنے کسی کو ایسا اعتقاد کسی سے نہیں دیکھا۔ معتصم کو ادنےٰ ادنےٰ چیزون کے دینے میں مضائقہ ہوتا تھا۔ مگر ابن ابی دواد جس وقت آتے۔ اپنے یگانون، متوسلون، بیت اللہ کے مجاورون، روضۂ نبوی کے خادمون اور مشرق و مغرب کے رہنے والون کے لئے سفارش کرتے اور معتصم کو ان کے کہنے کے ساتھ ہی ہزارون کے خرچ میں بھی کبھی تامل نہ ہوتا تھا۔ ایک دن خراسان میں نہر بنانے کی سفارش کی، اسمیں دس لاکھ کا صرف تھا معتصم نے انکار کیا اور کہا کہ [illegible] دور دراز ملک میں نہر اگر نہ بنے گی تو میرا کیا نقصان ہوگا۔ ابن ابی دواد نے کہا "امیر المومنین! خداوند تعالےٰ جیساکہ آستان خلافت کے باشندون کے حقوق کو استفسار فرمائیگا۔ ویسا ہی تمام رعایائے ممالک محروسہ کی حاجت روائیون کے بارے میں پوچھیگا، خدا نے اپنی عام مخلوق کو آپکے سپرد کیا ہے؛ کالے، گورے، پاس رہنے والون، دور افتادون کا اس میں امتیاز نہیں اگر حضور نہر بننے کا حکم دے دین تو اس ایک حکم سے کئی فائدے ہونگے۔ ابد الآباد تک صدقہ جاریہ کا ثواب پہنچا کرے گا ملک کا استحفاظ ہوگا۔ پیداوار بڑھے گی۔ خلق اللہ کا نفع ہوگا۔ اور خلائق میں نیکنامی ہوگی"۔ لازون کا بیان ہے کہ احمد جب کہکر چُپ ہوئے معتصم نے فوراً حکم دیا اور اسقدر مبلغ خطیر کا صرف بے توقف منظور کرلیا۔

مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ ایک دن صبح کو ایک کوشک میں معتصم نے صحبت عیش و عشرت منعقد کی اور اپنے ندیموں کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے گھر سے کچھ کھانا پکواکر ساتھ لائے جسکو جو غذا مرغوب تھی خوب عمدہ پکواکر لایا رنگ برنگ کے کھانے وہان چنے گئے۔ اس اثنا میں خلیفہ کی نظر ابن ابی دواد کے غلام سلام پر پڑی

سلہ ماخوذ از ترجمہ نامۂ دانشوران مترجمہ مولوی ریاض حسن صاحب خیال ۱۲

خلیفہ نے کہا میں جانتا ہوں اسوقت قاضی القضاۃ آئینگے۔ اور سفارشوں اور دوسری حاجات کی کثرت سے میری مجلس کو منغص کر دیں گے، فلان ہاشمی کی پریشانی، فلاں قریشی کی مصیبت اور فلاں انصاری کی گرفتاری کا حال مجھ سے کہینگے۔ ہم تم لوگوں کو گواہ رکھتے ہیں کہ آج ہم اُن کی ایک سفارش بھی قبول اور ایک حاجت بھی پوری نکرینگے" اتنے میں ایتاخ حاجب آیا اور ابن ابی دواد کے آنے کی اطلاع دیکر باریابی کی اجازت چاہی۔ خلیفہ نے حاضرین سے کہا "کہو میری پیشین گوئی کیسی نکلی سبھوں نے عرض کی بہتر ہے کہ اجازت نہ دی جائے اور وہ اس وقت رخصت کر دے جائیں۔ معتصم نے کہا" افسوس ہے کہ تم لوگوں کا ایسا خیال ہے، اگر ایک برس میں بخار میں مبتلا رہوں تو وہ مجکو زیادہ گوارا ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ اُنکو واپس کر دوں" الغرض ابن ابی دواد آئے اور سلام کرکے اپنی جگہ پر بیٹھ گئے گفتگو شروع ہوئی اور مزہ دار مزہ دار حکایتیں بیان کرنے لگے اپنی شیرین زبانی اور بذلہ سنجی سے تمام مجلس کو شگفتہ کر دیا۔ خلیفہ کا بھی تکدر جاتا رہا اور کشادہ پیشانی اون کی طرف جاکر کہا کہ قاضی صاحب! آج ان لوگوں میں سے ہر شخص کچھ کہانا پکا کر لایا ہے کہ کونسا مجھے پسند ہوتا ہے۔ لیکن میں جس طرح قضایا میں آپکی رائے کو مسلم جانتا ہوں اُسی طرح کھانے میں بھی آپ کا مذاق صحیح سمجھتا ہوں۔ ہر کھانے کا مزہ چکھئے اور ہر شخص کی اُستادی کو بتائیے قاضی صاحب نے ایک برتن نزدیک کھینچکر کھانا شروع کیا اور پوری ایک آدمی کی خوراک کھا گئے۔ خلیفہ نے کہا قاضی جی! آزمایش کا طریقہ یہ نہیں ہے، ایک ہی کھانے سے آپنے اسقدر پیٹ بھر لیا کہ اور کھانوں کی جگہ نہ رہی ہوگی مجبوراً پہلی ہی ہانڈی کو پاس کیجئے گا۔ قاضی صاحب نے کہا امیرالمومنین! ایسا خیال نفرمائیے میں ہر کھانا اتنی ہی مقدار میں کھاؤنگا۔ معتصم ہنس پڑا اور کہا خیر! اپنا کام کیجئے۔ قاضی صاحب کو جب سب کھانوں سے فراغت ہوگئی تو تعریف شروع کی کہ فلاں دیگ کا پکانے والا نہایت قابل ہے کہ زیرہ تھوڑا ڈالا اور گول مرچ زیادہ دی ہے اور فلاں دیگ کے پکانے میں یہ اُستادی خرچ کی گئی کہ سرکہ زیادہ ڈالا گیا ہے اور روغن زیت کمتر ہے گویا اسقدر کی حقیقت اس دیگ میں موجود ہے غرض اسی طرح ہر کھانے کی تعریف اور پکانے والے کی توصیف جدا جدا کرتے گئے کہ جملہ حاضرین خوش ہوگئے۔ جب خلیفہ اور ندما کھانے میں مشغول ہوئے تو قاضی صاحب بھی شریک ہوگئے۔ مگر اس طرح کہ کبھی تو کھانے میں شامل ہوتے اور کبھی الگ ہوتے اور بسیار خواروں کا قصہ بیان کرتے۔ معاویہ بن ابی سفیان، عبیداللہ بن زیاد، حجاج بن یوسف، سلیمان بن عبدالملک، حاتم کیا، اسحق حاجی وغیرہ کی نقلیں سناتے رہے۔ جب دستار خوان بڑھایا گیا تو معتصم نے پوچھا قاضی القضاۃ صاحب اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ درخواست قبول ہوگی۔ قاضی صاحب نے کہا امیرالمومنین! سلیمان بن عبداللہ نوفلی آپکے متوسلین میں ہے اُسکا زمانہ اندنوں موافق نہیں رہا اگر اوس کی پریشانی بے کم و بیش عرض کروں تو کہیں دل افسردہ نہو جائے۔ خلیفہ نے کہا اوسکی پریشانی کی فکر نہ کیجئے اصلاح حال کے لیے جو کچھ درکار ہوگا میں دونگا۔ ابن ابی دواد نے کہا پچاس ہزار ۵۰۰۰۰ درم چاہئیں۔ خلیفہ نے کہا تمہاری خاطر سے منظور کرتا ہوں۔ اب اور کیا مطلب ہے۔ اُنہوں نے عرض کی کہ ہارون بن سمر کا لگان معاف کر دیا جائے۔ خلیفہ نے کہا معاف کر دیا اور جو کچھ کہنا ہو کہئے۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم ابن ابی دواد اوسوقت تک اُس مجلس سے نہ اُٹھے جبتک کہ تیرہ باتوں کی درخواست نہ کی اور معتصم نے سب کو قبول و منظور نہ کیا۔ پھر ابن ابی دواد نے اسطرح دعا و ثنا کی۔

یا امیرالمومنین عمرک اللہ طویلا
و لعمرک تخصب جنات رعیتک
و یلین عیشہم و تنموا اموالہم و لا
زلت ممتعا بالسلامۃ محبوبا
لکرامۃ مدفوعا عنک نوائب
الایام۔

ترجمہ: امیرالمومنین۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے کیونکہ آپکی سلامتی کے بدولت رعایا کے باغ اُمید سرسبز ہیں اور عیش و عشرت روزی اور اُنکی دولت کو ترقی ہے آپ ہمیشہ سلامت با کرامت رہیں کہ گردش زمانہ آپکے گرد بھٹکنے نہ پائیں +

جب احمد بن ابی دواد اُٹھکر چلے گئے تو معتصم نے کہا خدا کی قسم یہ وہ شخص ہے کہ آدمی بنا دیتا ہے اسکی صحبت دل کو شگفتگی بخشتی ہے کئی ہزار آدمیوں کے برابر یہ اکیلا شخص ہے۔ تم لوگوں نے دیکھا کیونکر آیا اور کیسی میٹھی میٹھی باتیں کیں۔ کس چرب زبانی سے کھانوں کی تعریف کی اور اپنی بذلہ سنجی سے کیسا مجھے خوش کیا۔ اُسکی حاجتوں کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ مگر وہ شخص جسکی فطرت پست واقع ہوئی ہو۔ خدا جانتا ہے کہ اگر وہ اسوقت ایک کروڑ درہم کے برابر بھی مجھسے درخواست کرتا تو میں دیدیتا۔ کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہ اُسکی باتوں کا قبول کرنا دنیا میں بڑی نیکنامی اور آخرت میں بھلائی کا باعث ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے معتصم سے محمد بن جہم برمکی کی شکایت کی درخیانت کی تہمت لگائی۔ معتصم نہایت برہم ہوا اور خفا ہوکر محمد بن جہم کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ جلاد نے دوڑ کر نطع بچھایا اور محمد بن جہم کو بٹھا کر سر پکڑا اور تلوار کھینچی۔ ابن ابی دواد موجود تھے۔ یہ بہت گھبرائے کہ فرصت کا موقع نکل گیا نہ الحاح و زاری کے لئے وقت ہے نہ شفاعت کے لئے فوراً کہا کہ امیرالمومنین اگر آپ محمد کو قتل کر دینگے تو اوس کے مال سے بقایا کیونکر وصول ہوگا۔ معتصم نے طیش میں آکر کہا اس خائن نابکار کے اور میرے درمیان میں کونسی چیز حائل ہوگی؟ اُنھوں نے کہا خدا کا حکم، رسول اللہ کی شریعت اور امیرالمومنین کا عدل۔ کیونکہ محمد کے قتل ہوتے ہی شرع محمدی کے موافق کل متروکہ وارثوں کا حق ہو جائیگا اُسکی خیانت اور دوسروں کا استحقاق ثابت کرنے کے لئے بہتر ہے کہ آپ اوس کے قتل سے درگذر فرمائیں اور اوسکو قید خانہ میں بھیجکر مقدمہ قائم کریں۔ جب گواہان کی عادلانہ شہادت سے خیانت ثابت ہو جائے تو وصول کرلیں۔ معتصم نے اس رائے کو پسند کیا اور اُسکا قتل موقوف رکھا۔ آخر بسبیل مصادرہ ایک کثیر رقم اوس سے وصول ہوئی اور اوس نے ہلاکت سے نجات پائی۔

جاحظ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ معتصم جزیرۂ فرات کے کسی شخص پر خفا ہوا اور اوس کے قتل کا حکم دیا۔ احمد ابن ابی دواد نے فوراً کہا یا امیرالمومنین سبق السیف العذل (امیرالمومنین ملامت اور نکوہش سے تلوار سبقت لے گئی) تھوڑا صبر کیجئے۔ جلدی نہ فرمائیے یہ آدمی مظلوم ہے معتصم اون کی طرف مخاطب ہوگیا۔ احمد ابن ابی دواد نے اپنی چرب زبانی سے خلیفہ کو بالکل اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اور اُسکی بے جرمی کا حال شرح و بسط کے ساتھ بیان کرنے لگے جس سے خلیفہ کا غصہ قدرے کم ہوگیا۔ احمد کا خود بیان ہے کہ اُسوقت پیشاب کرنے کی مجھے ایسی سخت ضرورت تھی کہ اوسکا روکنا طاقت بشری سے باہر تھا، مگر ڈرتا تھا کہ اگر میں باہر جاتا ہوں تو کہیں وہ بے گناہ قتل نہ ہو جائے۔ آخر میں نے اسی میں بہتری دیکھی کہ وہیں بیٹھا بیٹھا رفع حاجت کر لوں غرض کسی طرح بیٹھے کپڑوں کو سمیٹ کر ضرورت رفع کرلی اور اوس مظلوم کی خلاصی کی یہانتک کوشش کی کہ خلیفہ نے جان بخشی فرمائی۔ جب رخصت ہوکر میں چلنے لگا۔ معتصم کی نظر میرے بھیگے ہوئے کپڑے پر پڑی۔ پوچھا کہ جہاں تم بیٹھے ہوئے تھے کیا وہاں پانی گرا ہوا تھا؟ عرض کی نہیں امیرالمومنین، ضرورت مجھپر اسقدر غالب آئی کہ میں ضبط نہ کر سکا۔ مجھے خوف تھا کہ اگر میں اُٹھا تو کہیں اس بیچارے کی گردن نہ ماری جائے۔ یہ سنکر میں نے اپنے لباس کو گندگی میں آلودہ ہونے دیا معتصم ہنس پڑا اور بولا احسنت بارک اللہ علیک (اچھا کیا، خدا تمہیں برکت دے) پھر بیش بہا خلعت ایک لاکھ درم کے ساتھ مجھے عنایت فرمایا۔

ابن ابی دواد کے واقعے معتصم کے لحاظ سے تو بھتیرے ہیں مگر افشین ترک اور ابو دلف عجلی کا واقعہ نہایت عجیب اور دلچسپ ہے۔ ملک زادہ* دانشمند دزبیر علوم نے اخبار متنبئین میں تاریخ بیہقی سے نقل کیا ہے۔ میں بھی تتبعاً اُسی کی عبارت میں لکھتا ہوں احمد کا بیان ہے کہ معتصم کے زمانہ میں ایک شب آدھی رات کو میری آنکھ خود بخود کھل گئی میں نے بہت کوشش کی کہ دوبارہ نیند آجائے مگر نہ آئی۔ جی نہایت گھبرانے لگا عجب طرح کی دل کو پریشانی معلوم ہوتی تھی جسکا کوئی سبب نظر نہیں آتا تھا۔ سوچ میں تھا کہ کیا کروں کیا نکروں آخر سلام نامی اپنے غلام کو جو ہر وقت میرے پاس رہتا تھا پکار کر گھوڑا طیار کرنے کا حکم دیا۔ اُسنے کہا کہ جناب۔ آدھی رات کا وقت ہے اگر آپ کو خلیفہ کے حضور میں جانا ہے تو کل آپ کی باری نہیں ہے۔ خلیفہ فلاں شغل میں مشغول ہوگا۔ باریابی کی اجازت نہ ملیگی۔ اور اگر کسی دوسری جگہ کا قصد ہے تو اس کا بھی وقت نہیں ہے۔ میں سمجھا کہ سچ کہتا ہے۔ اسلئے چپ ہو رہا۔ مگر کسی صورت میرے دل کو قرار نہیں آتا تھا اور جی گواہی دیتا تھا کہ ہو نہو کوئی ضروری کام درپیش ہے۔ آخر میں اُٹھا اور خدمتگاروں کو بلایا۔ شمع روشن کیگئی۔ حمام میں جاکر اچھی طرح مونھ دھویا پھر بھی تسکین نہ ہوئی پھر حمام سے باہر آکر کپڑے پہنے اور ایک گدھے پر سوار ہوکر چل نکلا۔ یہ بھی میں نہیں جانتا تھا کہ کہاں جانا چاہئے۔ آخر یہ سوچکر کہ خلیفہ کی درگاہ میں جانا بہتر ہے۔ اگرچہ یہ وقت نہیں مگر کیا مضائقہ، باریابی کی اجازت ہوگئی تو فبہا ورنہ لوٹ آؤنگا۔ اتنا تو فائدہ ہوگا کہ یہ وسوسہ میرے دل سے نکل جائیگا۔ آستان خلافت پر پہنچا حاجب کو خبر ہوئی اُسنے فوراً آکر پوچھا "کہئے کیا کام ہے؟ اسوقت خلیفہ عیش و عشرت میں ہیں آپکا یہ وقت بھی نہیں ہے" میں نے کہا تمہارا کہنا درست ہے لیکن تم اطلاع کر دو، اگر اجازت ہوئی تو ہوئی

* یعنی شہزادہ علی قلی میرزا۔۱۲

ورنہ واپس چلا جاؤنگا - غرض سینہ پر ہاتھ رکھکر وہ اطلاع کو چلا گیا پھر آکر کہا بسم اللہ اجازت ہے " اندر جاکر دیکھا تو خلیفہ کو نہایت انتشار میں پایا۔ میں نے سلام کیا خلیفہ نے جواب دیکر فرمایا " تمنے بہت توقف کیا، میں بڑی دیر سے تمہارا منتظر تھا - میں یہ سُنکر متحیر ہوگیا اور عرض کیا بہت خلاف وقت آیا - میں سمجھتا تھا کہ امیر المومنین کسی شغل میں مصروف ہیں، مجھے تو باریابی کی اجازت میں بھی شبہہ تھا - خلیفہ نے کہا " تمہیں خبر نہیں کہ کیا ہوا " ؟ عرض کی نہیں، فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون ! بیٹھو، سنو، اس مردود نابکار ابوالحسن افشین نے ان دنوں ایک عمدہ خدمت انجام دی کہ بابک خرم دین کو جو مدت سے لڑتا تھا گرفتار کرلیا، اسلئے اسپر بیحد اپنی شفقت اور عنایت مبذول کی اور اس کے درجہ میں ترقی دی - افشین کی ہمیشہ سے یہ استدعا تھی کہ ابو دلف قاسم بن کرجی العجلی پر اوس کو اختیار دیا جائے کہ اوس کا مال و متاع چھینکر اوسکو قتل کرڈالے تم جانتے ہی ہو کہ دونوں میں کیسی عداوت ہے - میں نے ابو دلف کی قدامت کے لحاظ سے اور اس خیال سے بھی کہ تم دونوں میں بڑی دوستی ہے کبھی افشین کی درخواست منظور نہیں کی مگر کل مجھے سہو ہوگیا، افشین نے چند بار استدعا کی اور میں انکار کرتا گیا جب اوس کا اصرار بہت زیادہ بڑھا تو منظور کرلیا - اب میں بہت متفکر ہوں کہ ابو دلف غریب کو اس واقعہ کی خبر نہیں ہے، صبح ہوتے ہی لوگ اوس کو پکڑ لیجائیں گے اور افشین جو نہایت متعجل ہو رہا ہے یقیناً قتل کرڈالے گا " میں نے کہا افسوس !! امیر المومنین ! یہ ایسا خون ہے جسے اللہ تعالٰے کبھی پسند نہیں کرے گا ؛ اور حدیثیں اور آیتیں پڑھنی شروع کردیں - پھر کہا کہ ابو دلف حضور کا غلام ہے اور شہسواران عرب سے ہے، یہ ظاہر ہے کہ اوس نے پہاڑی علاقہ میں کیا کیا اور کیونکر اپنا سکہ بٹھایا - حق تو یہ ہے کہ اُسنے اپنی جان لڑادی۔ جب جاکر یہ تسلط ہوا - اگر یہ شخص قتل ہوجائے۔ گا تو اس کے متوسلین و اقربا نچلے نہ بیٹھینگے۔ اور بڑی شورش برپا ہوگی - خلیفہ نے فرمایا " ابا عبداللہ ! تمہارا کہنا صحیح ہے اور میں سمجھتا ہوں مگر افسوس ہے کہ یہ بات اختیار میں نہ رہی - کل افشین کو میں نے زبان دیدی اور قسمیں کھا کر عہد کیا کہ ابو دلف کو اُس سے نہ چھینوں گا - اور نہ کسی کو چھیننے کا اختیار دونگا " میں نے کہا امیر المومنین ! آخر اس کا کوئی علاج بھی ہے ؟ فرمایا " اسکے سوا کوئی تدبیر نہیں، تم خود ابھی افشین کے پاس چلے جاؤ اور

اگر وہ اندر آنے کی اجازت نہ دے تو زبردستی مکان میں داخل ہوجاؤ اور الحاح و زاری کرو - مگر میری طرف سے کچھ نہ کہنا، وہ تمہاری عزت اور مرتبے کو جانتا ہے غالباً تمہارا کہنا رد نہ کرے گا - اگر اُس نے سفارش سن لی تو ابو دلف کی جان بچ جائے گی ورنہ یہ سمجھنا چاہئے کہ تقدیر اپنا کام کرچکی "۔

احمد کہتے ہیں کہ خلیفہ سے یہ سُنکر میرے ہوش اُڑ گئے - وہاں سے فوراً اٹھا اور وزیر کے محل کی طرف چلا - میرے کچھ لوگ پہنچ گئے تھے - انھیں اپنے ساتھ لیا اور دو تین سواروں کو دوڑا کر ابو دلف کے گھر بھیجا - میں نے خود بھی گھوڑے کو تیز کیا گھوڑا نہایت تیزی سے جا رہا تھا کچھ پتا نہیں ملتا تھا کہ آسمان پر جا رہا ہوں یا زمین پر - طیلسان میری پشت سے گر گئی - مگر مجھے خبر بھی نہ ہوئی - صبح قریب ہوگئی تھی - خوف تھا - کہ مبادا میں دیر میں پہنچوں اور ابو دلف کا کام تمام ہوجائے - جب میں افشین کے دروازہ پر پہنچا، حجاب اور نواب دوڑتے ہوئے حسب عادت میرے پاس آئے اُنکی دلی خواہش تھی کہ کسی بہانے سے واپس کردیں کیونکہ ایسے وقت میں میرا آنا افشین کو [illegible] بہرکیف مجکو اُتار کر مکان میں لیگئے اور پردہ اٹھا دیا - میں نے اپنے ہمراہیوں سے کہہ دیا کہ دہلیز پر گوش بر آواز بیٹھے رہیں - جب میں اندر پہونچا تو افشین کو صدر میں بیٹھا ہوا پایا اسکے سامنے شہ نشین کے نیچے نطع بچھا ہوا تھا جس پر ابو دلف کو صرف پائجامہ پہنے ہوئے ننگے بدن آنکھیں بند کرکے بٹھایا گیا تھا ابو دلف اور افشین میں گفتگو ہورہی تھی اور جلاد شمشیر برہنہ لئے سر پر کھڑا ہوا تھا کہ افشین کا ارشاد پاتے ہی ابو دلف کا سر اُڑا دے - افشین کی نظر جب مجھپر پڑی - آپے سے باہر ہوگیا - غصہ سے اُسکی رنگت بدلنے لگی - گردن کی رگیں تن گئیں - ہمیشہ اوس کا دستور تھا کہ جب مجھے دیکھتا قریب آکر سر جھکا دیتا - اسقدر کہ اوس کا سر میرے سینہ کے برابر ہوجاتا تھا - مگر آج اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں - یہ میری بڑی توہین ہوئی - لیکن میں نے خیال نہ کیا - سوچتا تھا کہ نہایت ضروری اور اہم کام کو آیا ہوں افشین کی پیشانی پر بوسہ دیکر بیٹھ گیا - وہ میری طرف مخاطب نہ ہوا - میں نے صبر کیا اور کچھ تذکرہ شروع کیا کہ وہ ادہر مشغول ہو - جلاد کو حکم قتل نہ دے لیکن اوس نے کچھ بھی توجہ نہ کی اب میں کھڑا ہوگیا اور دوسرا ذکر چھیڑا یعنی عجمیوں کی تعریف کرنے لگا کیونکہ افشین بھی عجمی ہی تھا - عجم کو عرب سے بڑھا دیا - ہر چند میں جانتا تھا کہ یہ بڑی خطا ہے - مگر ابو دلف کی جان بچانے کے لئے ہر بات جائز تھی

اُسنے اسپر بھی کان نہ دیا - پھر میں نے کہا کہ اے امیر ! میری جان آپ پر فدا ہو - میں قاسم بن عیسیٰ کے لئے آیا ہوں - شان رحیمی دکھلائیے - میری خاطر سے اوس کو بخش دیجئے اسمیں بڑا ثواب ہوگا - افشین نے غصہ ہوکر حقارت کے لہجے میں کہا کہ " نہ میں بخشوں اور نہ بخشوں گا کل امیر المومنین اسپر مجھکو اختیار کلی دیا ہے - اور قسمیں سخت کھائی ہیں کہ اس بارے میں مجھسے کوئی تعارض نہ کریں گے - مدتوں سے مجھکو اسبات کی آرزو تھی اب کسی سفارش میں قبول نہیں کرسکتا " میں نے اپنے دل میں کہا کہ احمد تمہارا حکم مشرق سے غرب تک جاری ہے اور یہاں تمہاری یہ توہین اور ذلت ہو رہی ہے - پھر دل کو سمجھایا کہ نہیں اسوقت سب ذلتیں اٹھا لینی چاہئیں - ابو دلف کو بچانا چاہئے - میں اٹھا - افشین کے سر کا بوسہ دیا اور بہت الحاح و زاری [illegible] کوئی اثر نہ ہوا - دوبارہ اوس کے بازو کا بوسہ دیا - اب بھی اوس نے منظور نہ کیا - پھر ہاتھ چومے، انداز سے اوس نے سمجھ لیا کہ اب میں زانو بھی چومونگا خفا ہوکر بولا کہ " اسکا کیا نتیجہ ؟ بخدا اگر ہزار بار زمین چوموگے تو کوئی فائدہ نہ ہوگا "، مجھکو بھی اسقدر غصہ آیا کہ پسینے پسینے ہوگیا - جی میں کہا کہ یہ مردار کافر مسلمان تھا میری اسقدر توہین کر رہا ہے اور میں چپ ہوں ! یہ کیوں ؟ صرف اسلئے کہ ابو دلف کی جان عزیز ہے تو اب جسطرح ممکن ہو اسکو بچانا ہی چاہئے - اگرچہ میں بھی کسی آفت میں پھنسوں یہ سوچکر میں نے کہا کہ مجھکو جو لازمۂ آدمیت تھا وہ بجالایا اور تم نے میرا کوئی خیال نہیں کیا - حالانکہ تم جانتے ہو کہ خلیفہ اور اُسکی بارگاہ کے کل بزرگ - وہ بھی جو تم سے رتبہ میں کم ہیں اور وہ بھی جو تم سے مرتبہ میں زیادہ ہیں - میری عزت و حرمت کرتے ہیں اور مشرق سے مغرب تک میرا سکہ بیٹھا ہوا ہے خدا کا شکر ہے کہ اُسنے تمہارے احسان کی ذلت کے بار سے میری گردن کو بچایا - اب میری باتیں تمام ہوگئیں - لو خلیفہ کا پیغام سنو - امیر المومنین نے فرمایا ہے کہ قاسم عجلی کو چھوڑ دو اور کوئی تعرض نہ کرو، فوراً گھر بھیجدو - اب تمہارا بس اوسپر چل نہیں سکتا - اگر قتل کروگے تو میں تم سے اوس کا قصاص لونگا " یہ سنتے ہی افشین کے ہاتھ کے طوطے اُڑ گئے - گھبرا کر بولا کہ " کیا فی الحقیقت خلیفہ کا یہ حکم ہے " ؟ میں نے کہا ہاں، کبھی تم نے خلیفہ کے ارشاد کے خلاف مجھے کہتے سُنا ہے ؟ یہ کہکر میں نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی فوراً تیس چالیس آدمی اندر آگئے - میں نے کہا تم لوگ ٹھہرو، میں افشین کو امیر المومنین معتصم کا حکم سُناتا ہوں، کہ ابو دلف کو

فوراً گھر بھیجدو، خبردار قتل نہ کرو، ورنہ تم سے انتقام لیا جائے گا - یہ کہکر میں نے قاسم کو پکارا - اُسنے لبیک کہا - میں نے پوچھا صحیح و سالم ہو تو [illegible] بولا ہاں - کہا کوئی زخم تو نہیں آیا ؟ بولا نہیں - [illegible] میں نے اپنے لوگوں سے کہا کہ اسبات کے بھی گواہ رہنا کہ ابو دلف ابھی صحیح و سالم ہے - سبھوں نے کہا ہے " بیشک ہم لوگ شاہد ہیں - میں غصہ ہی کی حالت میں سوار ہوکر واپس چلا - اور گھوڑے کو سرپٹ پھینکا - میری کیفیت دیوانوں کی سی ہو رہی تھی - اور راستہ بھر یہ خیال ہوتا تھا کہ ابو دلف کا قتل اب اور بھی یقینی ہوگیا - افشین بھی ابھی پہنچے گا اُس سے خلیفہ انکار کرے گا کہ میں نے پیغام بھیجا تم جاکر قاسم کو مار ڈالو، جب آستان خلافت پر میں پہونچا، خادم نے میری حالت غیر دیکھی، بدن پسینے پسینے، سانس پھولی ہوئی تھی، فوراً مجھے اندر لے گیا خلیفہ نے ازراہ شفقت خادم کو حکم دیا کہ رومال سے چہرہ پونچھکر پسینہ اٹھالے اور مہربانی آمیز لہجہ میں پوچھا " اے اباعبداللہ ! کہو تمھیں کیا ہوا ؟ " میں نے دعا دیکر عرض کی کہ آج جو واقعہ مجھپر گذرا ہے عمر بھر نہیں گذرا تھا - افسوس ہے کہ ان لوگوں کی نامسلمانی کیوجہ سے کیا کیا نوبت نہیں آتی !! فرمایا حال کہو " میں نے ابتداء سے کہنا شروع کیا " جب اس ذکر تک پہونچا کہ میں نے بازو کا بوسہ کا اور ہاتھ کا بوسہ دیا، پاؤں چومنے کو جھکا - امیر افشین نے کہا کہ ہزار بار زمین بھی چوموگے تو کوئی نتیجہ نہ ہوگا میں قاسم کو ضرور قتل کرونگا " اتنا ہی میں کہنے پایا تھا کہ افشین بارگاہ میں کلاہ و کمر بند لگائے ہوئے آگیا - میں افسردہ ہوکر خاموش ہو رہا، دل میں کہنے لگا سوء اتفاق تو دیکھو میں ابھی اصل حال امیر المومنین سے کہنے بھی نہ پایا تھا (کہ آپ کی طرف سے جعلی پیغام دیکر قاسم کو بچایا ہے) کہ یہ کمبخت آگیا - افشین اسوقت پیغام کا ذکر کرے گا تو خلیفہ کے انکار سے میری رسوائی الگ ہوگی اور قاسم کی گردن الگ ماری جائے گی - میں تو یہ سوچتا تھا اور خدا کو کچھ اور منظور تھا، میری اہانتوں کا حال سُنکر خلیفہ کا دل بھر آیا تھا - افشین جب بیٹھا، امیر المومنین سے بھرّائی ہوئی آواز میں کہنے لگا کہ کل حضور نے ابو دلف پر مجھے کامل اختیار عطا فرمایا اور احمد نے جاکر حضور کا پیغام دیا کہ اوس کو قتل نہ کرو، کیا یہ درست ہے ؟ "

معتصم نے کہا - ہاں میرا ہی پیغام ہے کبھی احمد کو تمنے مجھپر یا میرے بزرگوں پر افترا کرتے دیکھا ہے ؟ بے شک تمہاری الحاح و زاری پر کل میں نے اختیارات دئیے تھے مگر ابو دلف میرے خاندان

کا قدری خادم ہے۔ عقل کا مقتضا یہ تھا کہ اسکو جو تم نے بلایا تو مہربانی سے پیش آتے، خلعت گھر بھیجتے، نہ کہ اوس کو قتل کرتے! خاصکر ابو عبد اللہ نجیدہ کرنا سب سے بُرا ہے!! مگر ہر شخص اپنی حالت کے موافق کام کرتا ہے اور عجمی عربوں کے ساتھ بھلا کیونکر سلوک کر سکتے ہیں، عربوں کی تلوار کی آنچ انھیں بھولی نہیں ہے۔ اُسی کا بدلہ لیتے ہیں خبردار آئیندہ سے ہوشیار رہو"

افشین یہ سنکر نہایت دل شکستہ ہو کر اُٹھا اور چلا گیا۔

اُسکے جانے کے بعد خلیفہ نے مجھسے پوچھا کہ "میری طرف سے جعلی پیغام دینا تم نے کیونکر جائز رکھا" مینے عرض کی کیا ز تا ایک بیگناہ مسلمان کا خون ناحق ہو، مجھسے دیکھا نہ گیا۔ خدا تعالےٰ اسکا اجر دےگا، کوئی پرسش نہ فرمائے گا۔

پھر چند آیتیں اور حدیثیں پڑھیں معتصم ہنس پڑا اور کہا "سچ کہتے ہو یہی کرنا تھا۔ خدا کی قسم دیکھ لینا کہ افشین میرے ہاتھوں سے اب سلامت نہ بچےگا، وہ کمبخت مسلمان نہیں ہے" مینے بہت دعائیں دیں اور شکریہ ادا کیا کہ قاسم کی جان بچگئی پھر رونے لگا۔ معتصم نے ایک حاجب کو بلا کر حکم دیا کہ افشین کے گھر میری خاص سواری کا گھوڑا لیجاؤ اور ابو دلف کو اوسپر سوار کر کے ابو عبد اللہ کے مکان میں لے آؤ۔ حاجب تعمیل ارشاد کے لئے چلا گیا اور میں بھی رخصت ہوا، رستے میں توقف کرتا ہوا جاتا تھا کہ حاجب اور قاسم میرے پہنچنے کے قبل پہنچ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا قاسم کو مینے اپنے دروازہ پر بیٹھا ہوا پایا۔ مجھے دیکھکر شکر کرنے لگا۔ مینے کہا میرا کیا شکر کرتے ہو، خدا تعالےٰ اور خلیفہ کا شکر کرو کہ تمہاری جان بچی۔ پھر حاجب نے نہایت اعزاز کے ساتھ اسکو گھر پہنچا دیا۔

اس واقعہ سے ایک مدت کے بعد خلیفہ نے احمد کی کوشش سے افشین کو قتل کر دیا۔ قاضی احمد بن ابی دواد، مامون کے عقیدہ کے موافق کلام اللہ کے حدوث کے قائل تھے اور امام احمد بن حنبل قدیم مانتے تھے۔ رمضان کے مہینے ۲۲۰ ہجری میں خلیفہ کے حکم سے دونوں میں مناظرہ ہوا۔ آخر ابن ابی دواد بحث میں غالب آئے احمد بن حنبل سے اگرچہ جواب نہ بن سکا مگر انھوں نے زبان سے حدوث قرآن کا اقرار نہ کیا، اپنے عقیدہ پر قایم رہے معتصم نے تازیانہ لگانے کا حکم دیا، تیس کوڑے لگائے گئے اور قید خانے میں بھیجے گئے +

ڈاکٹر عبد الحکیم خان کے نام ایک کھلا خط

خانصاحب! مینے آپ کے رسالہ الذکر الحکیم ۴ کو جو آپنے میرے نام بھیجا ہے نہایت غور سے پڑھا ہے۔ اسکو پڑھکر مجھے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ میں اپنے اخبار کے ذریعہ آپ کے نام یہ خط شائع کردوں۔

(۱) آپ نے اپنے پمفلٹ کے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ سینکڑوں معاملات کی خبر مجھے قبل از وقت ملتی اور صحیح ثابت ہوتی ہے اجگہ پر محض دو خوابات نمونتاً عرض کرتا ہوں۔

اوّل - ایک مولوی محمد حسن بیگ میرے خالزاد بھائی تھے حضور کے سخت مخالف تھے۔ انکی نسبت خواب میں مجھے معلوم ہوا کہ اگر وہ مسیح الزمان کی مخالفت پر اڑا رہا۔ تو پلیگ سے ہلاک ہوجائے گا۔ اسکی سکونت بھی شہر سے باہر ایک کشادہ صاف ہوادار مکان میں تھی یہہ خواب مینے اس کے حقیقی بھائی اور چچا اور دیگر عزیزوں کو سُنا دیا تھا ایک سال بعد وہ پلیگ ہی سے فوت ہوا"

یہہ خواب آپ نے درج کی ہے اور اسکو منجانب اللہ صحیح قرار دیا ہے۔ اب جواب طلب امر یہ ہے۔ کہ آپ کی اس رؤیا کے موافق مولوی محمد حسن بیگ کا پلیگ سے مرنا حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان ہے جو قبل از وقت آپ کو بتایا گیا تھا۔ اگر وہ شخص پلیگ سے فوت نہ ہوتا تو آپ کی اس رؤیا کے موافق حضرت مسیح موعود خدا کی طرف سے نہ ٹھہرتے یا آپ کی رؤیا شیطانی خواب ہوتی لیکن جب کہ اسکی تصدیق ہوگئی تو اب فرمائیے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسیح موعود ہونے میں کیا کلام رہا جبکہ اللہ تعالےٰ نے آپ پر یہہ حجت پوری کی پھر آپ نے رسالہ میں انکو معاذ اللہ دجّال لکھا یہ کس بیان کا نتیجہ ہے۔ اور کھو دوسرا امر اس خواب کے متعلق یہہ غور طلب ہے کہ جس حال میں یہ خواب آپ کی سچائی کی دلیل ہے پھر کیا سنّت اللہ یوں بھی واقع ہوئی ہے کہ کوئی نبی یا ماموری کسی وقت کسی قوم کی طرف مامور ہوا ہو اور پھر اللہ تعالےٰ نے اسکو معزول کردیا ہو؟ کیا قرآن شریف میں اسکی کوئی نظیر آپ پیش کر سکتے ہیں؟ اگر مرزا صاحب آپ کی اس خواب کے وقت اور مولوی محمد حسن بیگ کی وفات تک فی الحقیقت خدا تعالےٰ کی طرف سے مسیح الزمان تھے پھر وہ کونسے اسباب پیدا ہوئے جو آپ کو اس عہدہ سے معزول کردیا جاوے؟ کیا آپ کسی ایسے مسیح کے ہی منتظر ہیں جو کچھ عرصہ تک تو مسیح رہیگا پھر آخر ڈاکٹر عبد الحکیم خان کی وجہ سے وہ اس عہدہ سے معزول ہو جاوے گا؟ ذرا ہوش کر کے جواب دیں۔

(۲) آپ نے اس رسالہ کے صفحہ ۱۳ پر اپنی تفاسیر اردو و انگریزی کے متعلق ذکر کیا ہے کہ "انپر چھہ ہزار کے قریب روپیہ صرف کر کے حضرت مسیح موعود کے متعلق تائیدی مضمون مختلف موقع پر درج کئے بلکہ لوگوں نے آپ کو منع کیا مگر آپ لکھتے ہیں کہ مینے توکل بخدا ان تمام باتوں کو نظر انداز کیا اور خلاف ایمان کوئی بات نہیں کی،،

اب سوال یہ ہے کہ جس حال میں ان تفاسیر اردو و انگریزی میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ خلاف ایمان نہیں لکھا بلکہ دیانتداری اور خدا ترسی سے لکھا ہے اور محض بے ریا ہو کر لکھا ہے تو جن آیات سے آپ نے حضرت مسیح موعود کی صداقت کا استنباط کیا ہے کیا ان آیات سے اب بھی وہی مضمون نکلتا ہے یا نہیں؟ اور وہ آیات حضرت مسیح موعود کی سچائی کی مثبت ہیں یا نہیں؟ اگر مثبت ہیں تو پھر آپ کی یہ ساری تحریر بے فائدہ اور فضول ہے۔ اور اسکی تہ میں نفس اور ہوا کی غلامی پائی جاتی ہے اور اگر اب ان آیات سے وہ صداقتیں ثابت نہیں ہوتی ہیں تو پھر جس قدر لوگوں کو آپ نے اس تفسیر کے ذریعہ گمراہ کیا ہے (کیونکہ اب یہی کہا جاویگا) اسکی تلافی کیونکر ممکن ہوگی؟ جب کہ آپ نے ایمانی پہلو سے لاکھوں روپیہ کی پروا نہیں کی تو کیا اب آپ ان سب خریداران کو ان کی قیمت واپس دیکر ان کتابوں کو جلا دیں گے یا نہیں؟

یہہ کہنا کہ ان مضامین کو نکالدونگا کافی نہیں ہو سکتا۔ اسلیئے کہ جو لوگ ابتک خرید کر چکے ہیں ان کی تلافی کیونکر ہوگی۔ اور ابھی تک آپ اپنے اخباروں میں اشتہار دیکر ان کتابوں کو کیوں فروخت کرتے ہیں۔ کیا یہ کارروائی خلاف ایمان نہیں؟ جبکہ انکے مضامین کو آپ مشکوک سمجھتے ہیں تو آپ ایمان سے بتائیں کہ مشکوک مضامین کے متعلق اشتہار دیکر انکو صحیح اور یقین کے رنگ میں فروخت کرنا کونسی دیانت داری ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی یہہ حرکت قانونی نظر سے بھی قابل مواخذہ ہے۔

فی الحال یہ دو امر قابل استفسار پیش کرتا ہوں اسکے بعد اور بھی لکھونگا +

ایڈیٹر الحکم

ملفوظات میں سے کچھہ

۱۲ مئی ۱۹۰۶ء - فرمایا تین چار روز ہوئے میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ بہت سے چھوٹے زنبور ہیں اور میں انکو مارتا ہوں اس سے مراد یہی مخالف دشمن ہیں۔ جو اٹھتے ہیں اور غوغا مچاتے ہیں یہ بھی حکمت الٰہی ہے کہ اک طرف تو خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جوش دیا کہ خلقت کو ہدایت دیں اور ان کو راہ راست پر لا دیں اور دوسری طرف ابو جہل جیسوں کو جوش دیا کہ مخالفت میں شور و غوغا مچائیں مذکورہ بالا رؤیا کے متعلق مخالفوں کی تباہی بذریعہ نشانات الٰہی کے ہے۔ دشمن خود بخود ہلاک ہو رہے ہیں کیونکہ یہ زمانہ تلوار کا نہیں۔ خدا آپ سامان پیدا کرتا ہے۔

حیدر آباد کے مولوی محمد سعید صاحب نے اپنے ابتلاؤں کا ذکر کیا۔ فرمایا جب تک انسان ابتلا کی برداشت نہ کرے۔ خدا کے پاس اس کو درجہ نہیں مل سکتا۔

فرمایا ہم غریب و ضعیف ہیں نہ تلوار ہمارے ہاتھ میں ہے اور نہ ہم اس امر کے واسطے مامور ہیں کہ تلوار چلائیں۔ اور نہ ہمارے پاس جنگ کے سامان ہیں لیکن ہماری تلوار آسمان پر سے دنیا میں جس عظیم الشان انقلاب کو ہم چاہتے ہیں کہ لوگ خدا کی طرف جھکیں اور اس کی ہستی پر ایمان لاویں وہ ہمارے اختیار میں نہیں کتابوں کے لکھنے سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔ ایک ہرے بھرے باغ کی طرح دلائل کا مجموعہ ہم نے اکٹھا کیا ہے لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتا خدا تعالےٰ اپنے فضل سے کچھ کرے گا۔ میرا قلب محسوس کرتا ہے کہ اس وقت دنیا ایسی سخت غفلت میں پڑی ہوئی ہے کہ بغیر الیم اور شدید عذاب کے جاگنے والے نہیں۔ حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ آنے والا مسیح مردوں کو زندہ کریگا بلکہ یہ فرمایا کہ زندوں کو ماریگا (جیسا کہ طاعون وغیرہ نشانات میں ہلاکت ہو رہی ہے۔)

۲۰ مئی ۱۹۰۶ء - فرمایا - ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اللہ تعالےٰ کے کسی نہ کسی اسم کا مظہر ہوتا ہے مسیح موعود میں اللہ کے غالب ہونیوالے نام کا برتاؤ ہے صوفیوں نے بھی کہا ہے کہ آنیوالا مسیح ہمیشہ فتح پائیگا اور کبھی مغلوب نہ ہوگا۔ دشمن ہزار اسکی مخالفت کریں۔ مگر وہ ایسا وجود ہے کہ اسکو ہمیشہ فتح ہی ہوگی۔ شکست تو اوس نے کھانی ہی نہیں۔

فرمایا - اگر ہم افترا کرتے ہیں تو خدا خود ہمارا دشمن ہے اور ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے ہے اور مصائب اسلام کے واسطے اللہ تعالےٰ نے خود ایک سامان بنایا ہے تو اسکا مقابلہ خدا تعالےٰ کو کس طرح پسند آسکتا ہے۔ بڑا بدقسمت ہی ہے جو اسکو توڑنا چاہتا ہے۔

فرمایا یہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بے ادبی سے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالےٰ کے جلال کے اظہار کے واسطے ہے اور نادان نہیں جانتے کہ جب تک خدا کے نبی اور اسکے رسول کا جلال نہ ہو۔ خدا کا جلال وہ کس طرح ظاہر کر سکتے ہیں۔

مراسلہ

(سلسلہ کے لئے دیکھو الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۶ء)

اب جوٹھے اور ساتہہ کہانیکی نسبت سُننئے اور اپنے سوامی جی کے گرگٹی رنگ کا تماشا دیکھو۔ ستیارتھ ص ۲۷۶ " ایک ساتہہ کہانے میں عیب ہے کیونکہ ایک کیساتہہ دوسرے کی طبیعت اور مزاج نہیں ملتی الخ اپنا جوٹھا بیٹے واسطے بگاڑ پیدا کرنے والا نہیں ہوتا الخ اسلیئے سب انسانون کو واجب ہے کہ کسی کا پس خوردہ یعنی جوٹھا نہ کہاویں" پھر اس کے برخلاف ستیارتھ ص ۲۷۶ میں اس واجب کی ترک سے خود ہی عیب مذکور کے مرتکب ہوکر یون تحریر فرماتے ہیں " کابل - قندہار - ایران - امریکہ - یورپ - وغیرہ ملکون کے راجاؤن کی لڑکیون - گاندہاری - مدری - اوپلی وغیرہ کے ساتہہ آریہ ورت کے ملک کے راجہ لوگ شادی وغیرہ معاملات کرتے تہے شلکی وغیرہ کورو پانڈو کے ساتہہ کہاتے پیتے تہے کچھہ مخالفت نہیں کرتے تہے " جوٹھے کی نسبت دیکھو ستیارتھ ص ۲۷۴ " شودر کے چہونے سے عیب لگانا یہہ بات بہی گہڑت اور جہوٹی ہے کیونکہ جنہون نے گڑ - چینی - گہی - دودہ - آٹا - ساگ - پہل پہول کہایا انہون نے گویا تمام جہان بہر کے ہاتہہ کا بنایا ہوا اور جوٹھا کہا لیا " پہر دیکھو ستیارتھ ص ۲۷۵ یہہ اعتقاد رہنا جو کہانے پینے ہی میں دہرم رہتا ہے اور جاتا ہے جاہلون کا اعتقاد ہے " یہان سوامی جی ایک طرف تو یہہ کہہ گئے ایک ساتہہ کہانا عیب ہے " ہر انسان پر واجب ہے کہ کسی کا پس خوردہ نہ کہاوے - اپنی رکابی مذہب کے ساتہہ عام سناتنیون کے سدابرت میں بیٹہہ گئے اور اوپر اٹہہ جہٹ لیکچر دینا شروع کر دیا - کہ ساتہہ کہانے میں کچہہ عیب نہیں یہہ آریہ ورت کا قدیمی دستور ہے اور نہ جوٹھا کہانے کے بغیر گذارہ ہوسکتا ہے بلکہ کہاتے پینے میں کسی کو دہرم یا ادہرم سمجہنا جاہلون کا اعتقاد ہے - خوب - اپنے مُنہ سے اپنے آپ کو جہوٹا - جاہل وغیرہ نامون سے یاد کرنا سوامی کا خاصہ ہے -

ناچ سرود | ستیارتھ ص ۵۹ گانا - ناچنا باجہ بجانا - الخ وغیرہ بدافعال کو ہمیشہ چہوڑ دین " اس تحریر کے بعد سوامی جی کو کہیں ناچ سرود کے جلسہ مین شریک ہونیکا اتفاق ہوا - اور حسب شعر ؎

قاضی ار با ما نشیند بر فشاند دست را

مست ہو کر ستیارتھ ص ۹۰ میں لکہتے ہیں " ساز بجانا ناچنا - گیت وغیرہ کو قرار واقعی سیکہنا چاہئے " اس مین سوامی جی معذور ہیں مستی مین نیک بدفعل کی تمیز نہیں رہتی -

{سبہا سماج} ستیارتھ ص ۲۱۶ دہارمک آدمی کو (جو دہرم کے مطابق زندگی بسر کرے) واجب ہے کہ سبہا مین کبہی شامل نہ ہو " اس جملہ مین لفظ واجب اور کبہی دہارمک آدمی کو سبہا مین جانے سے روک رہے ہین گویا یہ منصب ادہرمیون کا ہے پہر سبہا سماج کو قایم کرنے والے اور اس مین شامل ہونے والے کہانتک خصوصًا ہمارے مخالف سکرٹری صاحب غور کرین مگر ایسے گرو کے چیلون کو کوئی مشکل نہیں جہٹ ستیارتھ کہول پیش کر دینگے کہ دیکہو ستیارتھ ص ۱۸۶ " سبہا مین دہارمک لوگ ہی داخل ہون" اسلئے شتر مرغ کی طرح کبہی ہارتے ہیں نہیں آئینگے -

دیانندی عدل | ستیارتھ سملاس ۱۴ مین سوامی جی مسلمانون پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ قرآن جزا سزا مین مہلت جائز رکہتا ہے حالانکہ انصاف کا مقتضی ہے کہ فورًا جزا سزا ملنی چاہئے - یہی اعتراض پنڈت لیکہرام نے تکذیب صفحہ ۵۷ مین درج کیا ہے - " خاصہ حاکم عادل کا یہی ہے کہ جسوقت مقدمہ کے وقوعہ کی خبر ملے فورًا کارروائی شروع کر دے مجرمون کو جزا سزا دیوے " مگر چیلے نے یہہ نہ سوچا کہ گرو جی کا کوئی ایک اعتقاد نہیں اور نہ یہہ کسی خاص مذہب کے پابند ہیں میں کہان تک ان کی پیروی کرون گا مجہے فوری انصاف کی سڑک پر چہوڑ آپ کسی اور طرف چل دینگے - چنانچہ سوامی جی اسی مادہ کو (جو اپنے معدہ اعتقاد سے قے اعتراض کے ساتہہ خارج کر چکے تہے) مثل شہد شیرین سمجہہ کر چاٹنے لگ گئے اور چیلون کی تعلیم یافتہ پارٹی سے کوئی اس مکروہ فعل پر کراہت کا اظہار نہیں کرتا بلکہ ستیارتھ کو پانچوان وید سمجہہ لیا ہے لفظ فورًا کے مقابلہ کے لئے دیکہو ستیارتھ ص ۱۶۱ جو آہستگی سے ملتا ہے وہ شنیشچر ہے پرمیشور کی حرکت اسکا فعل ہے چونکہ وہ متانت سے آہستہ آہستہ باقاعدہ جزا سزا دیتا ہے اسلئے بخلاف انسانو کے جو کہ جلد باز ہیں وہ دہیمہ ہے " پہر دیکہو ستیارتھ ص ۱۴۲ " لیکن جسوقت گناہ کرتا ہے اسوقت نتیجہ بہی نہیں ملتا " پہر دیکہو ستیارتھ ص ۱۳۵ پاپی انسان دروغ گوئی فریب وغیرہ برے کامون سے بیگانے مال لیکر اول بڑہتا ہے " دیکہا ماسٹر جی آپ کا شنیشچر پرماتما بجائے سزا کے مجرم کو بڑہاتا ہے اور ترقی دیتا ہے جس سے انصاف کے روشن چہرہ کو حسب قول سوامی جی کے داغ ظلم سے سیاہ کر دیا یہان تو سوامی جی نے بنیاد تناسخ کو بہی اپنے ہاتہہ سے اکہیڑ دیا کیونکہ کسی انسان کا بڑہنا اصول آریہ کے مطابق جنم سابقہ کے نیک اعمال پر موقوف ہے لہذا پاپی انسان کی موجودہ ترقی کو پاپ کی طرف منسوب کرنا ابطال تناسخ کا صاف اقرار ہے نیز اس تحریر سے یہہ بہی ظاہر ہے کہ جسطرح پاپی انسان دروغ گوئی فریب وغیرہ سے اوّل اوّل سکہہ اور راحت کو حاصل کر لیتا ہے خواہ وہ بڑہنا اور آرام پانا چندروزہ ہو اور جنم سابقہ کے نیک اعمال اسکا باعث نہیں اسی طرح خدا کے نیک اور برگزیدہ انسان بہی صدق اور حق کے ظاہر کرنے سے ابتدا مصائب اور تکالیف میں ڈالے جاتے ہیں اور اسکا موجب برے اعمال نہیں اور جیسے پاپی دروغگو فریبی آدمی چند یوم آسایش کے بعد آخر کار ذلت اور رسوائی کے ساتہہ ہلاک کیا جاتا ہے ویسے ہی صادق اور راستباز انسان انجام کار مظفر اور منصور ہو کر دنیا سے عزت کے ساتہہ اٹہایا جاتا ہے پس ثابت ہوا کہ دیانندی عدل کچہہ چیز نہیں اور انبیاء کے مصائب کو گنہگارون کی مصائب پر قیاس کرنا غلط خیال ہے -

نیوگ | ستیارتھ ص ۱۴۷ " جیسے کنوارے اور کنواری ہی کا بیاہ ہوتا ہے - ویسے جسکی عورت یا مرد مر جاتا ہے انہی کا نیوگ ہوتا ہے " اس عبارت منقولہ سے دو امر ثابت ہیں اول کنوارے کنواری ہی کا بیاہ ہوسکتا ہے - دوم رانڈوے مرد اور بیوہ عورت ہی کا نیوگ ہوتا ہے - اب اگر کوئی رنڈوا مرد یا بیوہ عورت آریون سے بیاہ کرے یا کوئی رنڈوے مرد و بیوہ عورت کے بغیر نیوگ کرے - یا کرنے کا حکم دے تو حسب تحریر سوامی جی کے وہ شخص دہرم سے گرا ہوا سمجہا جاوے گا حالانکہ خود ہی سوامی جی اس حکم کے برخلاف اپنے دہرم کی حقیقت ستیارتھ ص ۱۵۴ میں اسطرح ظاہر فرماتے ہیں " جب خاوند اولاد پیدا کرنیکے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیک بخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجہہ سے علاوہ دوسرے خاوند کی تلاش کر کیونکہ اب مجہہ سے تو اولاد نہیں ہوسکے گی تب عورت دوسرے کے ساتہہ نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے " ہم اپنے لائق سکرٹری سے پوچہتے ہیں کہ جب اس جملہ کے ہوتے ہوئے " ویسے جسکی عورت یا مرد مر جاتا ہے انہی کا نیوگ ہوتا ہے" زندہ خاوند والی عورت کو نیوگ کی خوشخبری دیگئی ہے تو پہر بیوہ عورت کو بہی عقد ثانی جائز ہوا کیونکہ دیانندی قاعدہ کے مطابق ویسے کے ساتہہ جیسے کا شامل ہونا ضروری ہے اور سوامی جی کے نزدیک اگر بیوہ عورت کی رنڈوے مرد سے شادی کی جاوے تو یہ ایک عین انصاف کی بات ہے چنانچہ سرسوتی جی مہاراج ستیارتھ ص ۱۵۰ میں ضرورت نیوگ پر یہہ دلیل پیش کرتے ہیں " کنوارے اور کنواری کے بیاہ ہونے میں انصاف اور بیوہ عورت کے ساتہہ کنوارے مرد اور کنواری عورت کے رنڈوے مرد کے بیاہ ہونے میں بے انصافی " اسلئے ماسٹر جی اگر آپکو سوامی جی ہی کی تقلید منظور اور آپ حق کو قبول کرنا نہیں چاہتے تو میرے نزدیک آپ کو مناسب ہے کہ اس بیحیائی اور بے غیرتی کے عوض بیوہ کا رنڈوے سے بیاہ کرنا مان لیں اسمیں بقول سوامی جی انصاف بیجا قایم رہا اور اب شرمندگی سے بہی بچ گئے آپکو معلوم ہو عقد ثانی کے عدم جواز پر سوامی جی انصاف بہی قایم رہا اور اب شرمندگی سے بہی بچ گئے آپکو معلوم ہو عقد ثانی کے عدم جواز پر سوامی جی نے کوئی معقول دلیل پیش نہیں کی بلکہ ایک دفعہ بیہودہ اعتراض ظاہر کرکے آخر مذہبی حوالہ کو اپنی جائے پناہ سمجہہ کر بیٹہہ گئے سوامی جی نے ایک جگہ تو فرمایا کہ " جب عورت اپنے خاوند کے مرنے پر یا مرد اپنی عورت کے مرنے کے پیچہے دوسرا بیاہ کرنا چاہین تب پہلی عورت کے یا پہلے خاوند کی جائداد کو اڑا لیجانا اور انکے کنبہ والون کو ان سے جہگڑا کرنا " پہر ستیارتھ ص ۱۴۶ میں لکہتے ہیں " جس عورت یا مرد کا الخ محض رسومات شادی ادا ہوئی ہون اور میل نہ ہوا ہو ان کا دوسری عورت یا مرد کے ساتہہ پنرویواہ (مکرر بیاہ) ہونا چاہیئے " اب دیکہہ لو وہی نقص یہان موجود ہے مگر بیاہ جائز مثلاً ایک سناتنی یا آریہ نے کسی نابالغہ سے شادی کی (جیسا کہ ہم اپنے علاقہ اور گاؤن میں دیکہہ رہے ہیں - کہ شادی کرنیکے بعد کئی سال تک بعض اشخاص کو جماع میسر نہیں ہوتا) یا بالغہ عورت کے ساتہہ بیاہ کیا اور اتفاقاً وہ نابالغہ یا بالغہ قبل از جماع مر گئی تو اب ان زیورات یا پارچات کی نسبت (جو عورت خاوند کے گہر لیگئی تہی اس کے دوسری شادی کرنے پر) جہگڑا نہیں اٹہیگا اور کیا وارثان عورت کو یہ امر مانع ہوسکتا ہے کہ اس سے صحبت نہیں کی گئی ہم اپنا مال چہوڑ دین - ہرگز نہیں بلکہ ایسی صورت میں وارثون کو اور بہی رنج اور غم ہوگا کہ بچاری نے شادی کا نہ کچہہ دیکہا نہ بہالا یونہی اپنا مال چہوڑ مر گئی اب دوسرے اس کے مال سے کیون چین اڑاوے - اسلئے اسکے کنبہ والون کا اس سے جہگڑا کرنا ثابت ہے - پس ایسے شخص کو بہی حسب ہدایت سوامی جی کے مکرر بیاہ کرنا جائز نہیں مگر کیا ہوا **نیوگ** جو موجود ہے پہلے زنڈی (بیوہ) کو اجازت دی پہر سہاگن اب کنواری کو بہی اشارہ سمجہا دیا - پنڈت جی چاہتے ہیں کوئی اس نعمت سے

[illegible] ہے اسواسطے مہر اجنبا و لنا یتا عیوسی نکاح رفوانہ نیوگ کا تذکرہ چھوڑ رکھا ہے اور جہان مفرد [illegible] دوسری شادی لکھی ہے وہان بہی آپ نیوگ ہی مراد لیتے ہین اگر سوامی جی کو عقد ثانی مین [illegible] نفع اٹھانے اور لڑائی جھگڑے کا خوف ہے تو کیا نیوگ میں دنگہ فساد کا احتمال نہیں فرض کرو پردیس گیا ہوا مرد (جسکی اجازت کے بغیر پیچھے سے عورت نے نیوگ کیا) ایام نیوگ میں اگر واپس آکر اپنی عورت کو [illegible] مرد سے [illegible] ہے تو اسکی غیرت ملی کے جوش کا جو نتیجہ ہو گا وہ موجودہ واردات قتل وغیرہ سے ظاہر ہے یا اپنے مرد نے عورت کو نیوگ کرنیکا [illegible] ہوا کہ جسکی [illegible] حرارت یا بر ودت کے باعث [illegible] کو کہو بیٹھی ہے گو مرد مین [illegible] خواہش جماع موجود ہے جسکی بنا پر درخواست کی گئی لیکن علت مذکورہ مانع حمل ہے عورت [illegible] نے اپنا منہ کالا ہی کرایا اور مطلب بھی [illegible] ناچار اس عورت کو کسی اور مرد سے نیوگ [illegible] سوامی جی کا ارشاد ہے کہ جب تک نیوگ [illegible] (اولاد پیدا کرنا ہے) پورا نہ ہو نیوگ شدہ [illegible] ورت کا تعلق قطع نہیں ہوتا دیکھو ستیارتہ صفحہ [illegible] "اولاد پیدا ہوجانے پر دوبارہ وہ نیوگ شدہ آپس مین صحبت کرین تو دہرم سے گرے ہوئے سمجھے جاتے ہیں" اسلئے پہلے مرد کا حق ہے کہ اس عورت سے صحبت کرکے اپنی خواہش پوری کرے دوسرا [illegible] بذریعہ نیوگ حقدار ہوگیا ہے پس کسی وقت ان دونون مین ضرور دنگہ فساد ہوگا جیسا کہ چکلون میں اس قسم کے [illegible] ہوتے رہتے ہیں جن سے آریہ سماج بے خبر نہیں۔ جب سوامی جی کو دوسری شادی کے ناجائز [illegible] عقلی دلائل [illegible] جواب دیکر مایوس کر دیا تو مجبور ہوکر ستیارتہ [illegible] میں لکھتے ہیں "اگر کوئی سوال کرے کہ نیوگ کی [illegible] ضرورت ہے آدمی دوسری شادی کیون نہ کرے [illegible] کا جواب یہ ہے کہ مرد عورت کا ایک ہی بار بیاہ ہونا ویدادی شاستر ون میں لکھا ہے دوسری بار نہین" اے ہمارے دوست آریہ صاحبان آپکو انصاف کرنا چاہئے کیا یہی کوئی جواب ہے کہ ہمارے [illegible] میں ایسا ہی لکھا ہے سائل کا سوال ہے کہ نیوگ [illegible] فساد ہے آپ لوگ دوسری شادی کیون نہیں کرلیتے مجیب صاحب فرماتے ہیں [illegible] کرین ہمین تو مذہب ہی ایسا ملا ہے جسمین [illegible] [illegible] ہے سو شکر دو آپ کو پرماتما نے عقل اور سمجھ عنایت کی تا کہ آپ حق و باطل میں تمیز کرسکیں یاد رکھو جو مذہب ایسی گندی تعلیم دیتا ہے وہ ہرگز سچا مذہب نہیں پس یا تو [illegible] دس نیموں میں [illegible] چوتھے نیم "سچائی کو قبول کرنا اور غلطی کو ترک

کیا [illegible] کے مطابق سوامی جی کی اس غلطی کو ترک کرکے سچائی کا اقرار کر دیا اس چوتھے نیم سے انکار کرتا [illegible] اور جو فروش ہونا اچھا نہیں۔

[سنیاس] ستیارتہ صفحہ ۱۷۱ [illegible] واجب ہے کہ برہم چریہ آشرم کو پورا کرکے [illegible] میں داخل ہون اور اسکے بعد بان پرستہ [illegible] کرین بعد ازان سنیاسی [illegible]"

یہان سے جملہ نوع انسانی کیلئے گرہستہ آشرم [illegible] کے بعد سنیاس کا لینا واجب اور فرض ثابت ہوتا ہے مگر افسوس ہے کہ سرسوتی سوامی جی مہاراج اپنے [illegible] دعوے ہمہ دانی کیلئے بات کو بڑی شدومد سے تحریر فرما کر پھر خود ہی اسکی تردید کر دیتے ہیں یہ حق سے دشمنی اور باطل سے پیار کرنیکا نتیجہ ہے۔ چنانچہ ستیارتہ صفحہ [illegible] میں بحوالہ منوجی لکھتے ہیں۔ "کہ سنیاس لینے کا حق زیادہ تر برہمن کا ہے اور کھشتری وغیرہ کا برہم چریہ آشرم ہے" اگر سنیاس کے مستحق صرف برا ہمن ہی ہیں تو سوامی جی جملہ انسانون پر کیون واجب ٹھیراتے ہیں پھر دیکھو ستیارتہ صفحہ ۱۷۴ "جو شخص نفس پرستی کی خواہش سے آزاد ہو وہ برہم چریہ آشرم ہی سے سنیاس لے لیوے" جب ضعاف [illegible] کو دوسرے آشرمون میں داخل ہونا واجب نہیں اسیطرح کھشتری ویش کو سنیاسی ہونا تو پرے [illegible] [illegible] کی حالت [illegible] [illegible] فرق ہے کہیں تو نسل انسانی کی [illegible] خیر خواہی کہ نیوگ جیسی گندی رسم سے اسکو بڑھانا چاہتے ہیں۔ اور کہیں سنیاس ہی کو افضل [illegible] کا خاتمہ [illegible] [illegible] سوامی جی کا ذاتی اعتقاد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے آزاد ہوکر دنیا کو فائدہ پہنچاتا ہے ویسا دوسرا آشرم والا نہیں کر سکتا" اس سے ظاہر ہے کہ پرماتما کے نزدیک بھی سنیاس افضل ہے پس اگر انسان [illegible] ضعاف الحواس کے درجہ میں پہنچکر سنیاسی نہ [illegible] ہو جاوین تو کچھ عرصہ کے بعد [illegible] نسل انسانی [illegible] ہو جاویگا تو سنیاسی صاحب کہاں سے [illegible] گے۔ گرہ آشرم کی نسبت سوامی جی [illegible] ہیں۔ گرہ آشرم سب سے بہتر [illegible] اولاد ہوکر [illegible] آپس میں اتفاق [illegible]" الغرض سوامی جی کی [illegible] پایا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک شادی کرنا سخت غلطی ہے بال بچے کے [illegible] اپنی عیش کو تلخ کرنا ہے اسلئے

سوچا کہ کسی [illegible] سے اس غلطی کی اصلاح کرنی چاہئے چونکہ بہلا انکار کرنے سے مخالفت کا اندیشہ تہا اور بات بھی [illegible] لگے سوچنے [illegible] کو ظاہر کرنے [illegible] طرح روکا کہ اس میں [illegible] [illegible] سواس کو ایسی پکارا [illegible] کی خوشنودی اسی میں ہے [illegible] ہو جاوے۔ اور سوامی جی نے [illegible] چیلوں کو یہہ راز سمجھا دیا کہ دیکھو اگر شادی کرنے [illegible] پرمیشور کا کوئی حکم ہوتا یا [illegible] نظر آتی تو میں تمہارا پیشوا جسکی [illegible] ہرگز اس حکم کی تعمیل یا اس بہلائی کے حاصل کرنے میں غفلت نہ کرتا جو تم میں سمجھ سکتے ہیں کہ شادی کرنا (جسکا منشاء اولاد ہوکر انسانی نسل کو ترقی ہو) اور سنیاسی ہونا خصوصاً برہم چریہ آشرم سے (جسکا منشاء ہے اولاد کے نہ ہونے سے خود سنیاس کا بھی سنیاناس ہو) یہہ دونو آپسمیں ایک دوسرے کی ضد ہیں اگر شادی کرنا پرمیشور کا حکم ہوتا تو سنیاس کی وہ کبھی اجازت نہ دیتا اسلئے اے میرے چیلو اے میرے نقش قدم پر چلنے والی جوانمرد و جسطرح تم نے باقی مسائل کو (جنہیں قدیم سے تمہارے آبا و اجداد مانتے چلے آئے) محض میرے کہنے سے چہوڑ دیا اور میری طبعزاد باتوں پر ایسے فریفتہ ہوئے کہ عقل اور انصاف سے بہی کام لینا بہول گئے اسی طرح یہ بات بہی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ شادی کے بارہ میں جو امر میرے قول و فعل سے ثابت ہے وہ تو میرا ذاتی اعتقاد ہے اور جسکا ثبوت محض میرے قول سے ہے اور اسپر میرے فعل ظاہری کے دستخط نہیں خبردار رہو وہ میرا عارضی اعتقاد ہے جو کسی ضرورت کے سبب مجبوراً اختیار کرنا پڑا۔ چلو شادی کا بہی فیصلہ [illegible] بال کے دہندے سے آزاد ہوکر عیش اڑاؤ۔ یہہ ہے سوامی جی کی چال کا اصل حال جیسے نیوگ کرنے میں اولاد کے بہانہ کو برہم چریہ آشرم سے سنیاس لینے سے رد کر دیا اور جسمیں کچھ بہی سمجھ ہوگی وہ اس دیانتداری عذر پر کبہی اعتبار نہیں کریگا ویسے ہی سنیاس لینے میں دنیا کا فائدہ یا دہرم کی اشاعت [illegible] دکہاوا ہی دکہاوا ہے کیونکہ جو شخص امور [illegible] زن اور زن و فرزند کے تعلقات سے ناواقف محض ہے اس سے دنیا کو فائدہ کی کیا امید ہوسکتی ہے بلکہ سخت نقصان [illegible] مجہے کا یقین ہے ہم دعوے سے کہتے ہین کہ مجرد آدمی کو (خواہ آریہ سماج اسکو کتنا ہی ضابط الحواس سمجہے) بد چلنی سے محفوظ رہنا مشکل کیا محال ہے خصوصاً اس شخص کے لئے جو عورتون میں بیٹھکر

لکچر دیتا ہے ہمارے علاقہ کے آریہ دوست کٹاس راج کے واقعہ سے اس امر کی تصدیق کرسکتے ہیں مین امید نہیں رکہتا کہ کوئی عقلمند اور سلیم الطبع انسان اس [illegible] تعلیم کو منجانب خدا سمجہتا ہو [illegible] [illegible] [illegible] شہوانی [illegible] کو روک سکے پس اس عورت کو (جو خواہ دو شادی کر چکی ہو دوسرے تیسرے روز ہی بیوہ ہوگئی ہو) دوسرے بیاہ کی اجازت نہ دینا اور مرد کے لئے مجرد اور آزاد رہنے کی تعلیم افضل سمجہکر اس قوم کے کوچہ بکوچہ میں (جسمیں پردہ سسٹر کا رواج نہیں) گشت کرانا اپنے ہاتھ سے بنیاد زنا کو قائم کرنا ہے تعصب کا بہلا نہ ہو اچہے اچہے تعلیم یافتہ اور سمجہدار آدمی ہی باوجود دیکہنے ان خرابیون کے جن سے بڑے بڑے سوامیون اور شریف گھرانون کی عزت برباد ہورہی ہے۔ پھر بھی اس غلط اعتقاد سے باز نہیں آتے اور کورانہ تقلید کی وجہ سے غلطیون کا چہوٹنا مشکل ہوگیا ہے تعجب ہے کہ ہمارے ویدی دوست کس دلیل سے سنیاسی ہونے میں دنیا کا فائدہ اور دہرم کی اشاعت سمجہ رہے ہیں کیونکہ جوان سنیاسی سے تو سرکاری ...... کیطرح اہل ہنود کی ہیبت ننگ و ناموس کی بربادی کا اندیشہ ہے۔ رہا بوڑہا سنیاسی جسکی نسبت سوامی جی ستیارتہ صفحہ ۱۲۳ میں لکھتے ہیں "پچہتر برس تک بان پرستہ رہکر عمر کے چوتہے حصہ میں تعلقات کو چہوڑ کر بیری راگ یعنے سنیاسی ہوجاوے" سو ہمارے آریہ احباب کو غور کرنا چاہئے صرف غور ہی نہیں کچہ دلمیں انصاف بہی ہو کہ اول تو عمر کے چوتہے حصہ میں ممکن نہیں کہ یہ بوڑہا لابعقل سنیاسی ایک صحیح القوی جوان مخالف کے شکوک و شبہات کو رفع کرکے وید کے معارف و اسرار ظاہر کرسکے کیونکہ ہر آدمی کو بجائے خود گھر میں ایسے اشخاص کی عقل و فہم کا تجربہ حاصل ہے کہ کسطرح بوڑہے (جنکو پنجابی بڑہے ہوئے بولتے ہیں) عمر کے اس حصہ میں بچون کی طرح لایعنی حرکات کے مرتکب ہوا کرتے ہیں پہر انکو مشکلات مذہبی کے حل کے لئے منتخب کرنا بائی وید کا کام ہے۔ دوم سنیاسی کے لئے کسی ضروری کام کے بغیر قیام کا حکم نہیں ہر [illegible] سفر کرنا اسکا فرض ہے پھر یہہ بوڑہا بیچارا [illegible] خیزان بصد مشکل کہیں منزل پر پہنچا بھی تو [illegible] کی تکان اور ماندگی سے [illegible] سکہیگا اسلئے ناواقف لوگون میں وعظ نصیحت کی فرصت کہاں سوم تعلقات کے چہوڑنے کیوجہ سے خوراک وغیرہ اشیاء ضروری کے حاصل کرنے میں سنیاسی دوسرون کا محتاج ہوجاتا ہے لہذا جو شخص روٹی تک بہی دوسرے کے دست نگر ہو اسکو لحاظ اور طرفداری چہوڑ کر حق بات کا ظاہر کرنا مشکل ہے خصوصاً سفر کی حالت

مصائب سفر کا بوجہہ ضعاف الناس ظلم سے دنیا کو کیا فائدہ اور [illegible] کون سی دہرم کی اشاعت [illegible] ہے جو ویدی البشر نے ایسے لغو اور بیہودہ کام کو تمام انسانون پر واجب ٹہرا رکھا ہے۔ (باقی آئندہ) کرمداد از دوالمیال ضلع جہلم